آئینہ سکندری

عرف

جام جہاں نما

مصنفہ

جناب سید میر عباس علی صاحب چیف ڈائرکٹر گولڈن جوبلی کمپنی

حسب فرمائش

جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز پبلشرز تاجران کتب

لوہاری دروازہ لاہور

۱۹۲۱ء

کریمی سٹیم پریس لاہور

مکمل ڈراما

آئینہ سکندری

عُرف

جامِ جہاں نما

باب پہلا — پردہ پہلا

محل

(شہزادی ماہ لقا اور شہزادہ شمس کا بیٹھے دکھائی دینا)

گانا سہیلیاں

تم پر ہمیشہ رہے ہاں رحمت یزدانی۔ کوئی غم نہ سہنا چاہیے نہ ہرگز ہر دم خوشی
خوشحالی سے رہے نت تم پر دشمن کی توڑی ہو خوار ہی مدد کرے وہ باری شاہ
تمہاری۔ بار بار دعا کرتی ہر گھڑی۔

قلقل ۔ اے انا لیا اِن سرکار مخاطب ہو جائیں ۔ مجرا بجا لاؤ ۔ شہزادہ اپنی معشوقہ شہزادی ماہ لقا سے ہمکنار ہیں ۔ یہ قلقل جان نثار حاضر خدمت شہریار ہے ۔

شمس ۔ خدا کے فضل سے ہر طرح مجھ کو عیش حاصل ہے ۔ میری دلبر ہے ۔ یہ ہیں جنکے گیسو میں مبتلا دل ہے ۔ اب اہل بزم خوشیاں مناؤ ۔ دلکو بہلاؤ ۔ تانہ وہ سناؤ کہ رقص بھی جس میں شامل ہو ۔

راشنگر گانا ۔ تانہ نادر دردانی ناتنوم تنوم تدیلے ۔ تانہ منشر دم تنانہ نہ نہ دریانم تدیلے ۔ دانی نادر دردانی تدیلے نادہی یانہ دیم یانا میم یالا میم یالا یالا ہماتی دہرکٹ دہیم دہرکٹ دہم دانی تنانہ ندنہ نہ نہ نہ دہم ۔ تہ نادیم ۔ تدہی یانہ ترنادیم

گانا شمس ۔ منہ چھپانا عاشقوں سے بیوفا اچھا نہیں ؁ دلکو چھپ چھپ کے چرانا بیوفا اچھا نہیں

اس ستم پر تیر میں کہتا ہوں ہاں اچھا ہے تو ؁ اس فا پہ مجھکو کہنا بیوفا اچھا نہیں

گریہ سے طوفان خنداں سے کبھی بجلی گرے ؁ مجھکو ہنس ہنس کے رلانا بیوفا اچھا نہیں

بیوفا جو ہوں تیرا خوگر تسلیم ہوں ؁ کام اچھا کرکے کہتا ہوں بجا اچھا نہیں

ماہ لقا ۔ ابھی میں عاجز ہی کی پیدائش جھونپڑوں کی رہنے والی وہ آتشی مزاج صاحب تخت و تاج پرستان کی پری میری اس کی کیا برابری ۔ تم اس کا دم بھرو ۔ وہ تمہارا دم بھرے ۔ تیسرا کون اپنے آپ کو مفت برباد کرے ۔ ہاں اگر میں بھی بے حیائی کا برقعہ اوڑھ لیتی تو دلہن بننا کچھ اور تھا ۔ مگر خود مجھے منظور نہ تھا ۔ فرقت قبول کیا آئیں ہم ۔

گانا ۔ دیکھی بہت گنہگار ہی سے بیروا ۔ تورا اسگر واچھل بل اکٹھوا دیجیے ۔ لنن ڈن جاویں سوت کے گھر ‌ا باتیں مٹک کیجیے ۔ بے ایمان چتر اپیلی سوت کو بھوما دیجیے

شمس ۔ یہ آپکا بیجا خیال ہے ۔ ہمارا تو یہ حال ہے ۔ قربان جان و مال ہے ۔

گانا ۔ پیاری یہ جان و مال تو پہ قربان ۔ مان لیا ہیں لئے سندر تو ڑ سگرا ‌ا لکھا نیا پیلانی

ماہ لقا ۔ جاؤں جاؤں ہیں بلہاری تو سے پر موسے بیا یم موری سوتن کو سے گرا دیو لگادے

شمس ۔ پیاری ایسی بتیاں موسے نہ سنائے سخن سمجھ موری پیاری مونہیں جاستے ولسے

ماہ لقا ۔ بیں توری چیری ہر دم ۔

شمس ۔ کرو بیٹو جیا نثار ۔

ماہ لقا۔ اچھا قدر موری تو نے کی سیاں رسے۔

شمس۔ اے شمع رخسار تیرے جمال پہ بیہ وانہ وار فدا ہوں غلام ناخریدار ہوں یہ کہانی آپکی نازک مظلوم پر بہتر نہیں اور حواس گلرخ پہ ہی کا ذکر کرتی ہو وہ کچھ آپکی ہمسر نہیں

ماہ لقا۔ بس بس چلو گلرخ سے یہ چھیڑ چھاڑ کیجئے۔ دل بہلائیے میرے آگے تاکا جھانکا وہ تمہاری دلہن تم اوسکے دولہا ہو۔ میری دانست میں آدمی نہیں ہو بلا ہو۔

شمس۔ عاشق جانباز سے اس طرح کی رکھائی بھاتی نہیں آؤ ہم بغل ہو جاؤ دل بہلاؤ ہمکو کچھ مطلق اتحاد نہیں ایسی باتوں کا انجام رشتۂ عشق وانس چھوٹ گیا۔ تم مجھ دل ہمارا توڑ کر گیا

ہٹ کے بیٹھو مکر و اتنی ہوس دیکھ لی الفت آپ کی بس بس

اور سنئے مجھ میں ایک بڑا عیب ہے کہ وفادار ہوں ہیں دولے میری پیاری دلربا

ماہ لقا ذرا خیال کیجئے۔ آپکی بدولت ملک چھوڑا سلطنت کا خیال چھوڑا رنج و غم میں اسیر ہوئے جوگی بنے فقیر ہوئے اگر گلرخ سے ملاقات نہ ہوتی تو تمہارے قدم کا ہیکو نظر آتے۔ ایڑیاں رگڑ کر مرجاتے۔ جان کا بچانا فرض تھا جبھی سے کہا قبول کیا۔ اپنا مطلب حصول کیا آپ کو ان سے کیا مطلب ہے۔ میں تو آپکا تابعدار۔ جان و دل سے نثار رہوں وہ بھی خواہ حسین ہو خواہ بھونڈی کیا ناچیز ہے۔ مگر آپکی ناخرید اکنیز ہے۔

ماہ لقا۔ خیر مجھے چھیڑ منظور تھی مگر گلرخ سے کچھ ملال نہیں وہ تو میری ہمشیرہ ہے اسکی کیا تقصیر ذرا اوسکو بلوائیے، مدت سے نہیں دیکھا میں بیقرار ہوں وہ بیری ہی دلبر ہے

شمس۔ ہاں ہاں آپکے کہنے میں بجان نثار ہے۔ مجھ کو بلانے میں کیا عار ہے اور اسے یہاں آنے میں کب انکار ہے

رہی چھپا میں محبت کی وہ گلرخ تو ہم لقا مرے ہم لوٹ مجبت کے ہے صبح و مسا

قلقل۔ مثل ہے۔ ایک تندرستی ہزار نعمت ذرا مجھے سونے دیجئے اور طبیعت کو ہم آرام سمجھئے

شمس۔ ارے اٹھ کمبخت یہ کیا ٹیں ٹیں لگائی ہے کیا تیری کمبختی آئی ہے۔

قلقل۔ ہاں ہاں صاحب ذرا نیند آئی ہے بے درد قضائی کیا جانے پیڑ پرائی

شمس۔ یہ وقت خواب کا نہیں ہے ہکار ضروری درپیش ہے جلد لا دیجا ؤ گلرخ کو

فلفل ۔ حضور پیاسہ کنوئیں کے پاس جاتا ہے۔ کنواں پیاسے کے پاس نہیں آتا۔ اگر آپ کو ضرورت ہو تو آپ جائیے وہ کیوں آنے لگیں۔

شمس ۔ اسے او نامعقول سنئے گا بھی۔

فلفل ۔ جناب عالی آپ نے جو معقول و منقول کی بحث کی ہے۔ تو باتو نکی طول سے کیا حصول ماحضر کو قبول کر کے فرحت شمول کیجئے۔ عین حصول کیجئے۔ بیفائدہ کافیوں سے دل نہ ملول کیجئے۔ اور اگر بکار کے قافیے سننے منظور ہوں تو سن لیجئے۔ مجہول مشغول مقبول معقول کشکول ٹال ٹول اور بھی کچھ عرض کروں اے غافل مفعول۔

شمس ۔ بس بس اے نابکار یہ کیا گفتار ہے تیری اس بیہودہ گوئی سے دل بیزار ہے

فلفل ۔ کیا نابکار کے قافیے آپ درکار ہیں۔ تو سنئے پاس وہ بھی ہیں تیار ہیں سنئے سرکار۔ پھولوں کا ہار کوہ قاف کا غار دنیا کا کاروبار کابلی انار مچھلی کا شکار زخم کا دُگا سام کا اچار آپ کا دربار جان نثار فلفل کا قرار عاشق کا زار روزنہ ار سنگ مرمر سام کا بجار آبشار پیرس وکن۔ اعتبار افتخار ناٹک کا اشتہار آزار بازار بیمار بیمار یار دلدار معشوقوں کا ستگار اُبھار نگھار ملار آخر کا جوتیوں کی مار۔

شمس ۔ ہاں آج کہا۔ جبتک تو جوتیوں کی مار نہ کھائیگا۔ تب تک قافیہ گوئی سے باز نہ آئیگا۔ اب مجھے تکلیف کرنی پڑی۔

فلفل ۔ لیجئے انہوں نے تو بے طرح سے پاؤں نکالے بیشک مجھ سے قصور ہوا اب جانا ضرور ہوا تو یہ تو پہ نوکری بھی کیا بُری بلا ہے نہ تو اس میں کھانے کا مزہ نہ پینے کی آسائش نہ سونے کی نہ بیٹھنے کی تمیز ہے۔

گانا ۔ (پیسہ) بھرے پیٹ کا یہ نما ۔ پیسے ملیں جو چار ۔ پھر ہو بہار ۔ پیسے کی بار بیشمار رہو پیسہ پاس ہو کے بھر پور اواس پیسے یار نا اجدار ہوگا بیڑا پار ۔ نیاد سے شاہ پیسہ ٹھاٹھ سے جاہ پیسہ پیسہ کی واہ واہ ۔ پیسے رہیں جو چار ۔ جور و بھی کرے پیار پیسہ پیسہ کہے کہ دور جا گھر سے بے شعور ۔ جو قوم کا رذیل دولت رکھے قلیل ۔ سب خاص و عام کریں سلام ۔ لینگے عزت اور نہ سے بنے جلیل ہے زور ہے پیسہ پیسہ کی واہ واہ واہ واہ۔

پیسے لگیں جو ہاتھ۔ خیرات دیں زکوٰۃ۔ دوزخ سے دور۔ پائیں حور اور افتخار
پیسہ نہ ہو جناب۔ چھوڑیں کریں شتاب۔ لوٹیں بہار ہو دہن خوار کھاویں مار
دوزخ بھی دے یہی جنت بھی دے یہی۔ پیسہ پیسے کی واہ واہ۔

شمس۔ یہ کیا لگایا نا بکار تو بے محل شور و پکار۔

فلفل۔ ہاں پھر کہونگا بار بار پیسے سے بڑھ ہے وقار جو پاس ہوتے میرے دام تو
کیوں کہاتا میں غلام۔ جو بات سچی تھی کہی وہ میں نے لا کلام۔

شمس۔ یہ سوانگ چھوڑ بے ادب تو لا بلا پری کو اب سنیگا گر نہ میرا کار تو چھوڑ دوں سر کو جوتے لگا

فلفل۔ بس لاتا ہوں ابھی بلا۔ ناحق نہ ہوں آپ خفا۔

شمس۔ مارونگا کوڑے سن اسے جو عذر سستی تو کرے۔

ماہ لقا۔ بھلا فلفل تو پیسہ لیکر کریگا۔

فلفل ؎ خوک باش و خرش باش و یا سگِ مردانہ باش
ہر چہ باشی باش لیکن اندکے زردار باش
پیسہ جو سنگ ہو کیوں ہاتھ تنگ ہو۔ ہر روز رنگ ہو یا دہ گلنار سے
پیسے کو پاؤں گر کر شادی مکرر کروں میں سنکر گوری سی نار سے

ماہ لقا۔ اچھا تو گلرخ کو بلا لا میں تیری اچھی طرح سے شادی کر دیتی ہوں۔

فلفل۔ شادی جو موری ہو۔ دلہن بھی گوری ہو۔ ناسے بنے سنگار سے
لامبے سے بال ہوں موٹے سے گال ہوں آنکھیں بھی لال ہوں لگن بمار سے

ماہ لقا۔ ابے تجھے گوری دلہن چاہئے اچھا میں تیری گوری بیگم سے شادی کر دیتی ہوں

فلفل۔ جلدی بلاؤں ساتھ ہی لگاؤں۔ پری اٹھا لاؤں شیریں گفتار سے
ہم دو لو بیٹھو یا لیٹ لو۔ ہونٹوں میں ہونٹ لو بوس و کنار سے

گانا ماہ لقا۔ جسم کا گل تیرے بہبوت از درگسا ہوگا ۔ بس مردن بھی اس کے مو ہوا کے دیسا ہوگا
وہ گل ہر گل سے رنگ بو کریگا اور کچھ پیدا ۔ جو شب کو آپکے فرش نزاکت پر بسا ہوگا
اگر عکس لب نگیں تیرا پڑ جائے نگینہ پر ۔ تو جلکر رشک سے رنگ لعل کا خود ہی سیا ہوگا
تیری گیسو بل خالی نہیں ہے پیچ سے بیشک ۔ کسی کے دل کو کوڑے مار کر اوس نے کسا ہوگا

گانا شمس۔ کوئی تیر و چلا خنجر چلا تلوار چلے وار جو دیکھتے ہو تو لے نگہ یار چلے
تھے جہاں پہ وہیں آپہنچے جو سو بار چلے جستجو میں تیرے ہو صورت پرکار چلے
مٹتے مٹتے بھی نہ کو ہو مٹایا ایسا کرکے آخر وہ میری قبر کو ہموار چلے

گلرخ۔ گانا کیوں جی بندی کو ملوایا۔ اتنا احسان کیوں فرمایا۔ کہئے دھیان میں کیا ہے آیا
پہلے دشمن تھا ٹھیرایا۔

ماہ لقا۔ اُلٹی تہمت ہم پر لائیں۔ باتیں گھڑ کے دل سے آئیں جیتنیں تم نے کیا اٹھائیں
اچھا نہیں سیکھ کے آئیں۔
ٹھیک نظر آئے صاحب ٹھیک نظر آئے تم بھی انہیں کے گائے۔

گلرخ۔ مجھکو تم سے کیا رنج ہو۔ جب میں ہی تم جا کر لائی۔

ماہ لقا۔ ہاں جی صاحب آپکے باعث میں نے اتنی عزت پائی۔

گلرخ۔ میں تو سیدھی کہتی ہوں تم دیکھو صاحب انکی رکھائی۔

ماہ لقا۔ میاں بیوی دونوں سید ہے دیکھی میں نے سب چترائی

شمس۔ مجکو تو ہر دم ہے الفت جھوٹ کہوں تو ہوں غارت دور کرو تم دلسے کلفت۔

ماہ لقا۔ تم بڑے ہشیار ہو واہ جی سرکار داد ہاں بہت مکار ہو واہ جی دلدار والا۔

گلرخ۔ شادی کا ہے تیرا شوہر تو بھی اسکی پیاری دلبر سناری دونوں سے بہکر بن کے
میری جان پیاری۔

ماہ لقا۔ گلرخ یہ ہی آفت کی پہری۔ تو تو عجب یہ دلیر نظر آئی۔ پرستان کی ناک کٹائی
بھلا یہ بہانہ کرنا کیا ضرور تھا۔ سیدھی طرح کہا۔ یا ہوتا کہ ہمارا لباس خود وہ ہو تو مجھے
تمہارا الفت چھپنا کب منظور تھا۔ خیر آدمی کچھ کھو کے سیکھتا ہے۔

گلرخ۔ اے میری پیاری ہمشیر ناراض نہ ہو جیئے جو آپکا ناز بردار ہو ناحق بگڑ کر گلے
کا نہ ہار ہو۔ میں کہہ چکی ہوں کہ تم دولہ کنیز ہوں۔ بندی ناچیز ہوں۔

ماہ لقا۔ تم تو میری پیاری ہمشیرہ ہو۔ بڑی سوت اور صاحب تو تیز ہو۔

ماہ طلعت۔ تم ان ہمشیر ہو اور وہ تمہاری ہمشیر ہے مگر ہمیشہ کہاں ہے۔ جس سے شادی
کرنے کا وعدہ ہے۔

ماہ لقا۔ کوئی حاضر ہے ہاں جی۔ بلاؤ گوری بیگم کو (گوری بیگم کا آنا)

ملے دونوں دل اب تو شاد ہیں ہم   خدا کے فضل سے آباد ہیں ہم

سہیلی۔ بہت خوب لیجئے حاضر ہے

خدایا انہیں تو دل شاد رکھنا ہمیشہ ان کو تو آباد رکھنا

گوری بیگم۔ کیوں بی بی کیا ارشاد ہے

یاں دل کو نسی نہیں غم جسے سوا ہے   ہنستی ہوں میں آپ کو کیا ہے

فلفل۔ واللہ کیا یہ بڑا دہے۔

ماہ لقا۔ میری طرف سے مبارکبادی ہے۔ میاں فلفل سے تیری شادی ہے

تجھ کو دلہن مبارک کیوں اب تو دل شاد ہے۔

فلفل۔ ہاں جی شاد ہے۔ اتحاد ہے۔ اعتماد ہے۔ صاحب اولاد ہے یہ تو بڑی آزاد ہے فلفل کی استاد ہے۔ چلو ہاتھ سے ہاتھ ملاؤ۔ خیر چھیری خربوزہ پہ گری تو کیا خربوزہ چھری پہ گری تو کیا مثل ہے بڑھتی بیل بڑھنے دو۔ چڑھتی ھنڈولی چڑھنے دو۔

(دونوں کا ہاتھ ملا دینا)

گلرخ۔ کیوں بہن اب اجازت ہے۔

ماہ لقا۔ خدا حافظ صبح جلد آئیے۔

گلرخ۔ جس کے پہلو میں ہو تم اوس کا نصیب اچھا ہے میری الفت میں ہم سے رقیب اچھا ہے

ماہ لقا۔ کھائی ہے قسم ہم نے کہ پرہیز کرینگے   گر ان کی بھی پھر جائے طبیعت نہ مزا ہے

گلرخ۔ شوق کم ملنے سے اندوہ فزا ہوتا ہے   ملئے بہتیر سے بھی درد سوا ہوتا ہے

ماہ لقا۔ پہلے تو آپ نے مزہ چکھا ایسا چھوٹا میری بلا کھائے۔

گلرخ۔ یاد رکھنا کہ جل ہی آؤگی یہ کھائینگے تم بھی کھاؤ گی۔

فلفل۔ مثل ہے جسے پیا چاہے وہی سہاگن کہلائے اجی یہ کھائیں یا نہ کھائیں آپکے منہ میں کیوں پانی آتا ہے۔ اتنے روز آپ نے کھایا تو کبھی اون کو نہ بلایا بھلا یہ تو دور نہیں مگر میں ہی تو موجود تھا مجھے کبھی دسترخوان پہ یاد نہ فرمایا سگ حضور ہے ان سے با در دور۔ اب انکا کھانا تمہارے منہ میں کیوں آرہا ہے

چلو اب میں بھی جاتا ہوں ۔ اور آپ بھی تشریف لیجائیے شہزادہ صاحب آرام فرمائیے ۔ دروازہ بند ڈیوڑھی ہمنور بھیاجی پردہ چھوڑ دبارہ نکل گئے۔

(دو لونکا جانا مرجان پری کا زمین سے نکلنا) شہزادہ کو دیکھکر

گانا ۔ ساری دنیا میں فقط بھایا مجھے اسکا جمال ۔ اسکی صورت پر فدا میں نے کیا ہے جان و مال

نام ہے مرجان میرا اور ہیں پری ہوں بیمثال ۔ سیر دنیا کا یہ سنتا ہیں مجھے آیا خیال

ہاں ادہر اودہر چلیت ہمپرت آلی موری سواری رے ۔

صورت مورت پیاری پیاری ۔ ساجن سو یا مورا رے ہاں ۔

ساتھ لیجا کر پرستان ہیں اسے با افتخار ۔ وصل کے لوٹوں مزے حاصل ہو لذت بیشمار

کیوں نہ منہ میں پانی بھر آئے جو ہو بوس و کنار ۔ جسکے گلزار کی لوٹو نگی میں ہردم بہار

باب پہلا پردہ دوسرا

مکان فلفل

گانا کالی بیگم

نہیں آیا ابھی تک کیوں فلفل ۔ میرا گھبرا رہا ہے بالکل دل

چھوٹا چھوٹا قد اور میٹھا میٹھا چہرہ ۔ گورے گورے گالوں پہ کالے کالے تل

چھوڑا وطن بھی فلفل کی خاطر ۔ اب تو رہونگی سنگ رل رل

میرے یار غمگسار فلفل وفادار کا مجھے اعتبار ہے کہ جب وہ شہزادہ کے کام سے فراغت پائیگا ۔ میرے بستر پر استراحت کے لئے آجائیگا ۔ اب تو میں جاگتی ہوں نیند تو نہ آئیگی ۔ کروٹیں بدلتے بدلتے پڑ رہتی ہوں ۔ (فلفل کا گدڑی کے ساتھ آنا)

گانا ۔ رکھو لگا نینوں میں ۔ تم کو چھپا کر ۔ تم کو چھپا کر بی بی سر سے پا کر ۔ بی بی کی خاطر تو بازار سے جا کر لاؤنگا اطلس و مخمل و مشروع و امرو جی بی بی میری ہاتھوں سے پہنیں تم کو لیجا کر ۔ میں دلونگا ۔ قلیہ و قورما و روٹی جی بی بی میری انڈا امرتی بی بی تم کو کھلا کر ۔ میں کھاؤنگا بھاجی و کدو و بھنڈی و مرچ جی بی بی میری سوتن

کوڑی تیرے آگے۔ بلائیں لاؤنگا جوتے ولایتی دکھولینے ولائتی۔ جی بی بی میری۔

فلفل۔ مثل مشہور ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔ میرے مالک نے مجھے دو جوروں کا مرد کیا۔ ایک سفید۔ اور ایک سیاہ جیسے شب دیجور اور پراز عیار ایک ہمشیرہ حور اور دوسری اور بھنبا سور۔ ایک بادام تو ایک کالی کھجور۔ ایک گلابی انجیر ایک حبشی انگور ایک جامن تو ایک جام۔ ایک املی تو ایک آم۔ ایک تیتر تو ایک کوہیلا۔ ایک فاختہ تو ایک خنجلی کوا ایک حبش تو ایک فرنگن۔ ایک زنگبار تو ایک لندن۔ ایک آسمان تو ایک ماہپارہ ایک زہرہ تو ایک جھاڑو تارہ۔ اسیطرح پر اور تشبیہ سن لیجئے۔ ایک اصطبل کے دو گھوڑے ایک مشکی تو ایک نقرہ ایک آسمان کے دو تارے ایک زحل تو ایک قمر۔ ایک جنگل کے دو جانور۔ ایک ہرن تو ایک سانبر۔ ایک باغ کے دو پھول۔ ایک گل مونیا دوسرا گل سوت ایک قلم کی دو دو اینٹیں ایک سنگ موسے کی دوسری سنگ مرمر۔ فلفل صاحب کی دو بیبیاں ایک محبوب ایک معیوب۔ مثل ہے دروغ گو را حافظہ نباشد۔ کہاں تک کالی کو گوری سے تشبیہ دیجا دے کیونکہ خدا کی ذات بے عیب ہے۔ اور ہر کسی میں عیب اور ہیبا ہے بات تو یہ ہے کہ دو بیبیوں کے رہنے سے بڑا ہی آرام ہے۔ اور عاقل کو اشارہ کافی ہے سنئے حضرت خدا کی قدرت دو بیبیوں کی خدمت لیجئے اوپر سے فلفل کی محنت کیوں نہ ہوگی۔ پھر اولاد کی کثرت۔ لو جی میاں فلفل جی لو۔ کھانے کو ہو نہ ہو مگر سال میں دو دو بچوں کے باپ تو بن لو۔ (آنا کالی بیگم کا)

گانا کالی بیگم۔ میرے البیلے ساجن مجھ پہ سوتن کیوں جی لائے۔ میرے البیلے کیا میں
اندھی تھی لنگڑی تھی۔ کیا میں ایسی تھی۔ مجھ پہ سوتن کیوں جی لائے۔ پکا کر کھلوا دیتی تھی
بلائیں سو سو لیتی تھی کیا کیا خدمت کرتی تھی۔ مجھ پہ سوتن کیوں جی لائے۔ میرے

گوری بیگم۔ کیوں ری رانڈ کا کالا منہ صدقے کا بکرا اور صورت کھاٹ کا چیکٹ کیسے پیاری موئی کہتی ہے ؎

آئینہ لیکے ذرا دیکھ لے صورت اپنی   تجھ پہ کھل جائیگی جو کچھ ہے کدورت اپنی
کالی صورت پہ یہ انداز یہ نخرہ کیا خوب   کچھ تو پہچان لے کلموہی حقیقت اپنی

کالی بیگم۔ کالی کو کیوں جانے برا تو کالی سر تو عالی ہے۔ دیکھ لے آنکھیں دیکھا اندھی آنکھ کی پتلی کالی ہے

قلقل ۔ واہ واہ بیگم خوب کہی ۔

گوری بیگم ۔ ہتیلی میں ایک نور ہے روشن جگ سب اوس کو بولے جوت
نور ہے اوس کا سارا پھیلا جس سے دنیا جگمگ ہوت

کالی ۔ جبتک سر میں بال ہیں کالی سمجھو پھیلا نور نشان ۔ اوجلا چونڈا جب ہو جاوے کہتے ہیں سب نانی جان

گوری ۔ پکے پان اور سفید چونا الاچی کرڈ ری چار ۔ مال ہیں رکھے داب گلوری سوندھی لونپ سونگھے یار

کالی ۔ رنگ فلک کا کالا جس پر بادل بھی ہم پایہ ہو ۔ کالی زمیں پر ہے پانی جس سے پیدا پیدا غلہ ہو

گوری ۔ سونا پیلا سفید چاندی موتی کا ہے روپ نیا ۔ سولہ سونگار کئے ان چیزوں نے کیا کام کیا

کالی ۔ کبھی جلا دو ہل لوہے کا سیاہی سے نکلا ۔ لوہا جبتک کام نہ دیگا سونا چاندی ہے بیکار

گوری ۔ گوری صورت کا ہے روپ ہیں گر منہ میں دانت ۔ ورنہ کالے شیکے ڈسے ہیں سب نکلے بات

کالی ۔ کالی سے ہے نفرت گر تو مسی کا جل لونچھ بھی ڈال ۔ کالا کتھا پان میں کھا کر کیوں کرتی ہے منہ لال

گوری ۔ کالا کالا کیا بکتی ہے کالا تو ہم نام نہ لیں ۔ کالا کوا کالی بکری کالی مرغی صدقے دیں

کالی ۔ تجھے صدقے میں دوں تیرے ہوتے سوتوں کو صدقے میں دوں ۔ موئی یہاں کس
کو صدقے میں دیتی ہے ۔ کیوں رے موئے مجھے لاکر ایسی ویسی آزاری بازاری
عورتوں سے گالیاں کھلواتا ہے ۔ میں ایسی ویسی نہیں ہوں چار داڑھی اور چار
چونڈے والوں کے ساتھ آئی ہوں ۔ دیکھ جوانا مرگ میں تیرا کیا حال کرتی ہوں ۔

گوری ۔ کمبخت بدنصیب تیرا ستیاناس ہو میں نئی دلہن میری کوئی چھاتی پھٹا دل اور یہ دکھ اور
تو چپکا کھڑا دیکھتا ہے اور یہ کل موئی سوت برابر کھڑی ہو کر کوس رہی ہے
او جارٹے سوت اگر ایسا ہی تھا تو مجھے کیوں لایا اب میں تیری بھی جان لونگی اور
اپنی بھی جان دونگی ۔ (دونوں کا قلقل کو مارنا)

قلقل ۔ ارے بس رے بس کوئی ان کو مار ڈالے رے مار ڈالے یا اللہ تو بچالے ایسی
جوروؤں کو خدا جہنم میں ڈالے کوئی آکے مجھے بچائیو رے الو الو ۔

وزیر ۔ ہاں ہاں یہ کیا شور و فغاں ہے کیوں خیر نہیں متصل شاہی مکان ہے شاہزادہ
ہو گئے ہے ۔ شہزادہ کی بدخوابی ہوگی پھر سمجھو تو کیسی خرابی ہوئی ۔

قلقل ۔ سچ ہے بڑے آدمی کی خبر کے پاس قبر نہ ہونی چاہئے ۔ اور گدھے کے پاس گھر نہ ہو

چاہیئے۔ جان رونے دھونے کی مناہی ہے۔ مگر اپنا حکومت پر ائی ہے ہاں صاحب دونوں عورتوں نے مجھے مار لیے۔

وزیر۔ کس لیے؟

فلفل۔ مثل ہے۔ دلی بلی چوہوں سے کان کٹائے۔

وزیر۔ پھر دو جورو ئیں کس واسطے کیں۔ کیا کا انجام معلوم نہ تھا۔

فلفل۔ میں نے اپنی آسائش کے واسطے دو جورو ویں کیں مثل ہے آدھی کو چھوڑ ساری کو جائے۔ آدھی رہے نہ ساری پائے۔

وزیر۔ آسایش دیکھی۔

فلفل۔ ہاں صاحب میں نے خوب آسایش دیکھی اس نرتہی بربانی سے تو یہ چلی روٹی ہی بھلی تھی۔ بھلا تو فرمائیے کہ شہزادہ صاحب کی بھی دو جورویں ہیں۔ ان کو بھی مار پڑتی ہوگی تو پھر میں نے مار کھائی تو کیا برائی کی۔ اور سنئے صاحب زن مذہب، زر قبضہ ان چاروں کے گھر۔

وزیر۔ استغفر اللہ کیا اُلٹی سمجھ ہے۔ ارے شاہزادہ کیوں مار کھائیگا۔ اور وہ دو کیوں مارنے لگیں۔ وہ تو دونوں بیبیاں شریف ہیں۔

فلفل۔ شریف ہیں کیا وہ شرافت دکھا کے یہ ورثہ پائی ہیں۔ اجمیر شریف یا گلبرگہ شریف کی رہنے والیاں ہیں۔ حضرت بابا شرف الدین صاحب قبلہ کی پہاڑی کے اوپر جا کر رہی ہیں۔ جو شریف ہوگئیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو یہ کام ہم بھی کر سکتے ہیں مثل ہے اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔

وزیر۔ میاں فلفل جوہر شرافت اور ہی چیز ہے۔ جو مخصوص شریفوں میں ہوتا ہے۔ یوں تو ہم فرد بشر خالی نہیں۔ شریفوں میں جوہر شرافت۔ اور رذیلوں میں جوہر رذالت ہے

فلفل۔ مجھے یہ خبر نہ تھی کہ آدمی میں بھی جوہر ہوتا ہے۔ ورنہ کسی آدمی کو مار کر جوہر نکال لیتا اور بہت ہی بڑا جوہری بن جاتا۔ تمام جوہری گلی کے باشندوں کا جوہر ہی کھاتا۔ بھلا یہ تو فرمائیے کہ میرے بعد بھی جوہر رہتا ہے۔ یا بگل جاتا ہے۔ اگر رہتا ہے تو تمام قبرستان کھود کر بہت ہی بڑا فلفل سیٹھ بن جاتا۔

وزیر۔ اُلو ہوگیا ہے۔ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ اور تو سمجھتا کیا ہے ارے اُلو وہ جوہر علیحدہ ہے
یہ جوہر نہیں جو تو نے تصور کیا ہے۔

فلفل۔ ابھی ابھی تو میں آدمی تھا اُلو کیسے ہوگیا کیا میری دم نکل آئی۔ جو آپ اُلو کہہ رہے ہیں
وہ آنکھوں کے اندھے کان کے بہرے سبر کو نکلے سو پر سے۔ اگر مجھے اُلو ہی سمجھتے ہو تو اُلو کا
پٹھا سمجھو گو کہ میری عمر کم ہے مگر بہت سے سفر کیے ہیں۔

وزیر۔ اب اتنی ہی کسر رہ گئی ہے کہ دُم نہیں ورنہ تیرے پٹھا ہونے میں شک ہی کیا تھا۔

فلفل۔ ہاں بیشک بیشک خدا کی دین ہے وہ بھی دے دیگا جس کی تقدیر پر دست ہے۔
نکل آئے گی میری یا آپ کی۔

وزیر۔ بس بس نامعقول۔ گدھے کی جھول۔ کیوں باتوں میں ملول کرتا ہے۔ چپ بیٹھا ہے
کہ ابھی مرمت کر دوں۔

فلفل۔ لو صاحب ہم نامعقول فضول گدھے کی جھول اور یہ ہمارے حضرت وزیر بہادر
بڑے معقول و منقول جیسے چوڑے ہاتھی کی جھول اور ہم نامعقول۔ ہت
تیری کی جھول تیرے منہ میں خاک دھول دکانیں کے پھول۔

وزیر۔ کالی بیگم تم چلی جاؤ اپنی بی بی جان جہاں کے پاس حسب دستور رہو جب فلفل بلائے
تو آنا۔ اس وقت جھگڑا کرنا ٹھیک نہیں گوری تم بھی اپنی بی بی ماہ لقا کے پاس
قیاس قیام کرو۔ ناحق فلفل کو نہ یہ نام کرکے رہ جانا دونوں کا)

گانا فلفل۔ پناہ خدا کی پناہ کی عورت پر عورت اُٹھائی اذیت گیا مر خدا کی پناہ
نکاح ہوا نکاح تب عورت نے ڈانٹا کہ لا دال آٹا۔ پیٹا گھر خدا کی پناہ
شادی پر کی دوسری شادی۔ ملی اس کی دادی دوہائی مچادی سر سر خدا کی پناہ
تباہ ہوا میں تباہ ادھر اس سے کھینچا اُدھر اس نے نیچا۔ پھٹا سر خدا کی پناہ
فناہ ہوا میں فناہ یہ دونوں ہیں جاہل پڑی اب تو مشکل ہے میرے سر خدا کی پناہ
بس توبہ کی میں نے تو یہ ان دونوں کو چھوڑا چلے ایسا چوڑا چھٹا گھر خدا کی پناہ

وزیر۔ خود کردہ را علاج نیست افسوس نہ کر جوش دلی امر تھا ہو گیا مگر یاد رکھ

اگر نیک بودے سرانجام زن　　　زناں را مزن نام بودے نہ زن

عورتوں کی بیوفائی اور بدخوئی آشکار ہے مردوں کو کب یہ ذوق ذوق اور بک بک
گوارا ہے۔ پھر اس پہ طرہ ایک نوکر طلا آگیا۔ دوسرا تیم جیٹھ ہوا خیر سے کالی بیگم
کیا آپکی جان کیواسطے کم تھی۔ جو نئی نویلی گوری بیگم کا چڑھ آیا۔ سر پہ نادانی کا
جن سوار ہوا۔ رات دن کی دال جوتی بٹی خوب کٹ کٹ مچی۔ اس پھبنگے شگوفہ
سے تو سالونی پہلی بیاہی ہوئی بیوی ہی اچھی تھی گئے نماز بخشوانے
اُلٹے روزے گلے پڑے۔ یہ تیری نادانی کا نتیجہ ہے۔

نوکر۔ خداوند نعمت کیا عرض کروں محل میں ماتم بپا ہے۔ شہزادہ غائب ہو گیا ہے
شہزادی کی حالت ابتر ہے اس لئے آپکا تشریف لیجانا بہتر ہے۔

وزیر۔ یا الٰہی یہ کیا تباہی یا خدا یہ میں نے کیا سنا۔

فلفل۔ آئیں ایں گل دیگر شگفت۔ چلو ہم بھی چلیں گے۔

باب پہلا   پردہ تیسرا

محل شہزادی لقا

(لقا اور گلرخ کی غمگین بیٹھے نظر آنا اور سہیلیوں کا تسلی دینا)

گانا سہیلیاں۔ کاہے غم کھاوے رلاوے جانی جان تو ہے جانیں ہم سب
وارے سہیلی گلشن کے پھولوں کی جھاڑن میں دیکھ کے آئی ہوں پھر
پھرا دو اس۔ جل جل کے گل گل لو بیکل ہوئی ناہی ساجن کے ملنے
کی آس۔ الفت محبت وچاہت نے لکا ہے آفت مصیبت دکھائی ہے
صورت کی مورت کی رنگت کدورت نے رنگت نزاکت اڑائی۔ کاہے
اب آہ زاری نہ کر ہمری پیاری کہ باری ہے پروردگار
سمجھ اپنے دل میں لے آ جگ میں جو چاہے تیرا ٹھکانا اور کاہے غم کھاؤ

گانا وزیر۔ اے بی بی یہ کیسا ستم ہے کہ بیان کرے ہم کو غم نہاں ہے۔ وہ شاہزادہ عالی ہم

سہیلیاں۔ ہوا گم وہ بستر سے بس ایک دم کہوں کیا جو دل پہ ہے غم۔

دربار ہی۔ الہیٰ تو کر دے کرم۔

وزیر۔ یہ کسطرح کی گذر رہی ہے واردات　　سمجھ میں نہیں آتی ہے کوئی بات

سپاہیاں۔ عمل ایک کا آدھی گذر رہی ہو رات　　مقرب بلا تھی کوئی بدصفات

دربار ہی۔ بہت ہے غم والم ستم جو آفت ہوئی ایک دم وہ مالک ہو اگم تو کیا جئیں ہم نہ پائیں

اسے ایک دم تو دیکھینگے ملک عدم۔

گانا ماہ لقا۔ حیاں یہ الم ستم ہوا ہائے ہم پر عجب غضب ہوا۔ دلبر ملے کیونکر بھلا جائیں کدہر

ہم سے چھوٹا سا نوزہ یا ہائے ملا سوگ سبب ہوا۔ دلبر ملے کیونکر بھلا جائیں کدہر کو

صدمے غم فرقت کے اُٹھائے نہیں جاتے　　وہ زخم لگے دل پہ جو کھائے نہیں جاتے

جب کام بگڑتے ہیں بنائے نہیں جاتے　　لگ جاتے ہیں جو داغ چھوڑائے نہیں جاتے

تدبیر نہیں چلتی ہے تقدیر کے آگے　　سب ہیچ ہی اس بخت کی تحریر کے آگے

گانا دیگر۔ ہائے مورے بیتم ہائے مورے بیتم تم کون نگری میں جائکے بڑتا دت

سے ہے یاد تمہاری کیسے کون بتنا یہ ہماری لگی برہا کی جگر لٹا رہی لگت ناہی

جان بچاری ہائے مورے دکھیا کو ناہیں نیند یا آؤ پیا مو ہے۔ درس دکھلاؤ

جیری کو ناحق نہ ستاؤ ہائے ہائے ہائے ہائے مورے۔

گلرخ۔ اب رنج وستم ہم کو اُٹھانا ہی پڑیگا　　غم کا مزا ابھی ایسا کہ کھانا ہی پڑیگا

دل کو تپ فرقت سے جلانا ہی پڑیگا　　بیہوش ہیں پر ہوش میں آنا ہی پڑیگا

ہمت ہے تو ملجائیگا پھر گوہر مقصود　　چل پھر کے کہیں ڈہونڈ نکالینگے وہ مقصود (آنا فلفل کا)

گانا فلفل۔ ابا ہا کے آئی کیسی گھڑی ہی ابا ادرے کیسی بجلی پڑی ہی۔ دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو ورے۔

آنسوؤنکی جھڑی ہی ڈہونڈو ڈہونڈو رے کیوں چپ ہو کھڑی ہی۔ اوکچی بھی دوڑو لپی

بھی دوڑو۔ پھوپی بھی دوڑو۔ ابا یا چور دکے مزدور سوئی دور دور دیکھے نہیں کھوو

نشہ میں سب ہے چور پیئے تے بھنگ۔ آہا ہا ہا۔ بڑی ہی تھی ڈنگ۔ آہا ہا ہا۔ ہوئے سب

تنگ اہا نا ہا کر دن میں جنگ اہا ہا ہا۔

وزیر۔ اے فلفل نہ کر خالی شور و پکار　　پریشان ہیں ہم گم ہوا شہریار

خرافات بیہودہ بے جاتی نہیں　　تجھے شرم کمبخت آتی نہیں

فلفل ۔ مثل ہے جو گرجے گا وہ برسیگا کیا　　یہ بیجا ہے مجھ پہ عتاب آپ کا
گیا شہزادہ تو ڈھونڈو اُسے　　کہ من نیز اور ا بجستم سے ہیے
وہ مطبخ میں روٹی پکاتے نہ ہوں　　یا حمام میں وہ نہاتے نہ ہوں
وہ گھر میں ہی ہونگے نہ گھبرایئے　　ذرا آپ ہی جاکے دیکھ آیئے
ذرا دیکھ لو اے وزیر جبیں　　پریشانی اس طرح لازم نہیں

وزیر ۔ بیکار گفتگو سے باز آ ناحق باتیں نہ بنا میرے ہمراہ چل شہر سے نکل شہزادہ کی تلاش کریں جادۂ مراد پر قدم دھریں۔

فلفل ۔ چلنے پر تیار تو یہ نمک خوار ہے مگر کچھ سوچ بچار میں ہے۔

وزیر ۔ کیا ہے۔

فلفل ۔ میں دو جوروں کا مالک مرد سالک ہوں اونکو کس پر چھوڑ دوں بھلا ان سے کیونکر منہ موڑ دوں۔

وزیر ۔ میری بی بی ہے جو کہ جان جہاں　　رہیگی یہ دونوں ہی ملکر وہاں
جو اب میرے لشکر سے جلدی کہو　　کہ جان جہاں اور کل فوج کو
سبھوں کو لئے جاؤ اب ہندوستاں　　کہ والدہی جان جہاں کو وہاں
کرو پھر میرا جاکے وہاں انتظار　　میں آجاؤنگا گر خدا ہوگا یار

فلفل ۔ بجالاؤں میں حکم سرکار کا　　سپاہی لڑے نام سردار کا
ابھی میر لشکر کے جاتا ہوں پاس　　سناتا ہوں ارشاد کو بے حواس

وزیر ۔ سنو شہزادیو اب میری بات　　کہ رونے سے آتا نہیں کچھ بھی ہاتھ
چلو چل کے صحرا نوردی کریں　　اُسے ڈھونڈھ لائیں کہ ہم خود مریں
یہ غنچہ دلوں کا بھی کھل جائے گا　　کہیں پر تو شہزادہ مل جائے گا

(سب کا چلنے کو تیار ہونا)

گانا سب کا۔ دلکو ہے وحشت نے گھیرا سارے دلکو وحشت نے گھیرا۔ ہاں خدایا تیرا سایہ ہمنے پایا تو صاحب انس وجان۔ ہم کو خدایا ہے دسے کہتے ہیں سر جھکا۔ ملجائے شاہزادہ میں تجھ سے ہے التجا کر یاری غمخواری تو ساری اسے باری ہے سن لے د...

باب پہلا پردہ چوتھا

باغ مرجان پری

(شہزادہ شمس کا بیہوش لیٹے دکھائی دینا اور مرجان کا اسکو جگانا)

گانا۔ گل کھل رہے کس ڈھنگ سے گوری گوری شمس چمکے کیا خوبی کیا، روپ سجیلا
تجھ پہ وار دوں ندر مرجان جیا دہر کم سن رے آن لیاں ہیں نثار تن من تو
پر کیا نسدن بچپن رہے، جاگت ہوں یا سپنے ہو گیاں سوجت نا ہیں
کل ہے اس آن ابھی تو ہے بچپن رہے (شمس کا حیران ہو کر اٹھنا)
گانا شمس۔ کون مو ہے کیا پریشان دل حیران ہے اس آن موری جان الدم ہوا
گھبرانا ہے جیا جیا جیا۔ کس سنے دکھ مو ہے ایسا آکے ابھی دیا دیا دیا کون
یہ انسان ہے شیطان کہ حیوان دیکھ لیا اس نے ہے ہلکان کیا اسے تو میرا جی پایا لیا لیا
گانا مرجان۔ (ظاہر ہوکر) پیارے تو نے مورا جیا لیا لیا۔ مجھے تو نے شیدا کیا تو نے کیا واری
موری تو پہ جان پیار رہی مان مان نان، جان لیا مان لیا پر نہ تو نے بات کیا کیا
تو نے چھین لیا جیا جیا جیا۔

اے شہزادہ جس وقت تجھے ہیں نے خواب ناز میں دیکھا
ہوش جاتے رہے اک نگاہ کے ساتھ۔ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

پر کیا ہوں تقدیر کی خوبی مجھ کو الفت ہے	تم کو نفرت ہے واہ یہ بھی خدا کی قدرت ہے
لشکر غم ہوا الم آرا	خانہ عیش لٹ گیا سارا
شمس۔ بس یہی میرا جواب باثواب ہے	زیادہ گفتگو سے اجتناب ہے
در بدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے	وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے
مرجان۔ نہ ہوتا اگر دل تو محبت بھی نہ ہوتی	نہ ہوتی محبت تو کچھ آفت بھی نہ ہوتی

شمس گانا۔ اور دور ہٹ ہٹ پرے ہٹ دور دور بندر والی چال نکالی
جھنی والی ندرالی بھونڈا نخرہ کبھڑا چہرہ دور دور چھپا ند دے چھپا ند دے

کاہے تو مورا اچھو وت ہے گردار۔

مرجان ۔ اے پیارے میں وار ہی۔

شمس ۔ او بدکارہ جا رہی۔

مرجان ۔ میں ہاں چندر تو ہے تارا تیرا چیرا چھڑا پیارا۔

شمس ۔ چندر جیسا چہرہ تیرا تو نے مجھ کو ناحق گھیرا۔

مرجان ۔ مجھ کو جانان گلے لگانا منہ سے اُڑانا۔

شمس ۔ پاس نہ آنا بول نہ جانا شکل چھپانا دور دور۔

مرجان ۔ او جانی آجانی۔

شمس ۔ شیطانی طوفانی۔

مرجان ۔ ستا دانی کیوں ٹھانی۔

شمس ۔ دور دور۔

گانا مرجان ۔ بات بنا ہے کار ہی اسے خبردار تو ری بات چیت سے ہے ایک نہ بجا ہے
گھور گھور لنگو کا ہے دیوت ہے گار ہی ہے چھنم چھنم آتو ہے قید میں ڈالا جائے
مرجا ہے ہردم منتیں کرت ہوں میں اتنی ہنار ہی نہیں مانی ہے خبردار

(مرجان پری کا تالی بجانا اور دیو کا حاضر ہونا)

اے دیو اس کو پکڑ کر طلسم میں جا کے لے قید کر کہ وہاں سے عمر کیم گہ مرجا
وہاں گھٹ گھٹ مرے۔

(دیو کا شہزادہ کو پکڑ کر لیجانا)

باب پہلا پردہ پانچواں

مکان وزیر

(وزیر کی عورت جان جہاں کسی سوچ میں دکھائی دینا)

گانا ۔ روکیں کس طرح سے دل تھام لیں ہیں کیونکر فیض کیونکر کریں گھٹ گھٹ کے کرد ابر کیونکر

جان نثار آپکے ہم تو ہیں ہر حالت میں ـــــ پھر نہیں جان جہاں ہم ہونگا ہی کیونکہ
خضر ملجائیں تو کچھ راستہ اُن سے پوچھوں ـــــ منزل عشق کی طے ہوتی ہی نہیں کیونکر
جسکے نزدیک ہوا کھیل جا قتل عشاق ـــــ اُس جفا جو سے راہ و رسم بنا ہیں کیونکر

شہزادہ شمس گم ہو گئے اب یقین ہے کہ میرے شہزادی وقار بیگم وزیر جان نثار شہزادہ
کی تلاش میں جائینگے ۔ اور میری تنہائی کا خیال دل میں نہ لائینگے (داخل ہونا فلفل کا)

فلفل ۔ جناب جان جہاں صاحب اب سفر کی تیاری کیجئے ۔ اور گٹھری پوٹلی سنبھال لیجئے
کیونکہ سفر و سقر کی صورت ایک ہے ۔

جان جہان ۔ کیوں اس کی وجہ کیا ہے ۔

فلفل ۔ آپ نے سُنا نہیں کہ سنیچر ساتویں سال چکر میں آتا ہے ۔

جان جہان ۔ اور ہیں ۔

فلفل ۔ آپ کو میری دونوں بیبیوں کی حفاظت کے لیے رکھ چھوڑا ہے ۔ کیونکہ میں
بھی انہیں کے ساتھ جاتا ہوں ۔

جان جہان ۔ تو میرا وسواس صحیح ہوا ۔

فلفل ۔ وسواس صحیح ہو یا غیر صحیح مگر اتنی مہربانی کیجئے کہ میری گوری بیگم کو صبح کو ناشتہ
کرنیکی عادت ہے ۔ چاہ پیارہ پیالے کے ساتھ تازے بیکے کے پراٹھے کھلا دیا
آپ کو اس سکے گلے کی قسم ہے ۔

نہ بجالاؤگے اگر آپ وصیت میری ۔ سب پراٹھوں میں گھس جائیگی نیت میری

گانا جان جہان ۔ دکھیا سرس بھئی دلکے ہوئے ہیں پرزے ہزار شرر بار ہر داغ جگر ہے
کوئلہ ہاڑ واس جیو سگری ہوتی ہے قسمت میری ۔ پڑی ہے آفت گھری دل پر وحشت
زقت ہوئی ہے بہتا رہے سے لار مثل حبابا ۔ دکھیا سرس بھئی ابھی ۔

باب پہلا ـــــ پردہ چھپا

جنگل

(داخل ہونا گلرخ شہزادی لقا وزیر فلفل کا)

گلفام۔ چلیو دھیرے ذرا چلیو دھیرے ذرا۔ اور فلفل سنا ہاں سنبھل کر۔ تو کدھر ہم کدھر کچھ تو
او بیحیا۔ او بد چلن مبتلا سخن نہیں سنتا بھلا۔ بدکار تو دیگا بھی ہم کو جواب۔
فلفل۔ مثل ہے کشتی میں کون بیٹھے۔ راستے کا بٹاؤں نہ ٹھکانا جدھر دیکھو ویرانہ صحرا
کوہسار پر خار۔ ان کی بہار تلوؤں کے ہوگئے پار۔ چلنا پھرنا دشوار۔ پھر یہ بھی ہے خوف
بیشمار کہ اولوں کی مار کچہری کا کھپڑیل چورم چار نہ ہو جائیں کہیں بینے کے دینے نہ پڑ جائیں
اگر چلنا ہو تو جلدی چلئے اگر تھک گئے تو دم لیجئے۔ مقام کیجئے یہ کیا ہے یہ کیا
چلئے دھیرے ذرا چلئے دھیرے ذرا۔ کیا فلفل کو کوئی مسخرہ مقرر کیا ہے واہ جی
وزیر۔ مناسب ہے کہ تھوڑی دیر آرام پائیں لیٹ جائیں پھر سستی رفع ہو جائیگی
ہیں۔ آگے کو نکل سکتے ہیں۔ اب ایک ایک پاؤں سو سو من کا ہے۔ بڑا ہی
دشوار گذار راستہ اس بن کا ہے
فلفل۔ مثل ہے بیکار مباش کچھ کیا کر۔ جب نیند نہ ہو تو سو لیا کر۔ اجی وزیر صاحب
اس طرح سونے سے تو تکان دور نہیں ہوتی۔ جبتک کہ اُدن اُوں اُوں رونا۔
وزیر۔ اب خاموش ہو فضول اور بد تہذیب گفتگو نہ کر ان باتوں کو جانے دے شہزادیوں کو
آرام پانے دے۔
فلفل۔ جناب میں خاموش رہوں میری عادت نہیں کہ زیادہ۔ بے موقعہ اور بے
تہذیب گفتگو کروں۔
گلفام گانا۔ مگر کو نج بیٹھے ہیں ہم خانہ خراب اتنا تو ہو۔ مثل ماہی کے تپاں ہے اضطراب اتنا تو ہو
ایک جا اپنا نہیں تھا ہے دم بھر بھی مقام۔ خانہ بردوش اتنا ہو یا در رکاب اتنا تو ہو
لخت دل کھایا پیا خون جگر ہم نے مدام۔ حشر میں تا آتش داغ کا حساب اتنا تو ہو
فلفل۔ اجی وزیر صاحب آپ کچھ نہیں فرماتے ہو یہ گلرخ صاحبہ کیا فرماتی ہیں اتنا تو ہو کہاں!
اس جنگل بیابان میں ان کے لیئے اتنا اتنا کہاں سے آئیگا۔ مثل ہے کہ کونسے
کے بل بچھڑا کودتا ہے۔
وزیر۔ کیوں چپ نہیں رہتا ہے شہزادی صاحب آرام فرما دیں گلفام
سو جائیں۔ اسے فلفل تو بھی لیٹ جا مگر ذرا ہوشیاری سے سو لیو ذرا

اس واسطے غافل نہ رہنا چاہیئے۔

فلفل۔ حضرت وزیر بدتدبیر ہر صغیر و کبیر نے اپنے گوش تدبیر کی۔ کیا فرماتے ہیں کہ ہوشیار رہو پھر بھلا آپ ہی فرمایئے کہ سونے کے بعد ہوشیاری کہاں رہیگی یہ مثل ہے بنیا کھڑکا اور بندہ بھڑکا۔

(راجہ جانباز کا ہمراہ شکاریوں کے شکار کھیلنے داخل ہونا)

گانا راجہ جانباز۔ شیر دل شیر دل رہو ہوشیار۔

شکاری۔ ہاں سرکار ہم ہیں ہوشیار ہاں سرکار ہم ہیں ہوشیار۔

جانباز۔ ہے ہرن رہو ہوشیار۔

شکاری۔ ماریں بڑھ کے ابھی تلوار۔

جانباز۔ کھینچیں جلد ہی سے شمشیر کر دیں آہو کو نخچیر چھوڑیں جنگل سے اب تیر اس کے دائیں بائیں کھائے گر کر جب چکر پھیریں گردن پہ خنجر ہے ہرن ہے ہرن ہے رہو ہوشیار

شکاری۔ ماریں بڑھ کر ابھی تلوار۔

جانباز۔ آخاہ کون پری رشک قمر زہرہ مشتری جا بستر خوابیدہ کی طرح بستر خاک پر آرام پا رہی ہے۔ کہ جس کو دیکھکر طبیعت ہاتھوں سے نکل جا رہی ہے ہائے یہ بیٹھے بٹھائے کیا ہوا میں ہزار جان سے اس کا والہ و شیدا ہوں میں قوم کا راجہ اور ملک ہند کا بادشاہ عالیجاہ سکندر مرتبت دارا پناہ جمشید جاہ فریدون کلاہ رستم دل اسفندیار قوت بازو میں ہم وزن بہمن ہوں مگر عاشق مزاج ہوں اور کو چہ ء خسرو کا محتاج ہوں راجہ جانباز میرا نام ہے انتظام سلطنت کے اہم سیر و شکار عیش و عشرت میرا کام ہے۔ سیر شکار آیا۔ خود شکار ہوا۔ کل کا دو دن سے بیکار رہوا تازہ آفت میں گرفتار ہوا۔ ہاں لے دیوان اس ہنا ئے دل و جان کو آستانہ زمین سے اُٹھا کر لے جاؤ اور خواجہ سرا کے سپرد کرکے حکم دو کہ آج شب کو لباس فاخرہ پہنا کر ہماری خوابگاہ میں حاضر کرے تاکہ اپنا مطلب پر آسکے

جہانتک کہ سرحت ساتھ سرکے تیو ہو سو ہو   اب ہم تو سر پہ بار محبت اُٹھا چکے

اور ان دونوں نامرادوں کو یہیں پڑا رہنے دو۔

دلاوان۔ سلسلہ خداوند نعمت یہ عورت عالم جنات سے ہے آدم زاد نہیں اس کا کچھ اعتماد نہیں اگر یہ چونک پڑیگی تو بالا بتائیگی۔ اس کے پر ہیں اوپر اُڑ جائیگی اگر حکم ہو تو دوائی بیہوشی سونگھا دوں اور مکان میں لیجا کر شیشہ میں اُتار دوں پہلے اس سے حضرت سلیمان کی قسم لیجئے پھر شیشہ کا منہ کھول دیجئے۔ بعد ازاں بانذبیر وصل کیجئے۔

جانباز۔ مناسب ہے مگر بہت جلد۔

(شکاریوں کا پری کو اُٹھا کر لیجانا)

فلفل۔ (اُٹھ کر) مثل ہے۔ مر گئے مردود جنکی نہ فاتحہ نہ درود۔

(فلفل کا مسخری سے منہ کو بند کر کے آوازیں دینا سب کو بیدار کرنا اور آپ پھر سو جانا۔ وزیر و شہزادی لقا کا بیدار ہونا۔ گلرخ کو نہ پاکر)

گانا **لقا۔** فلفل دیکھو جلدی دیکھو کہاں گئی یہاں سے گلرخ جان۔

فلفل۔ میں کیا جانوں اسے بی بی لبھایا ہوگا قبرستان۔

لقا۔ پوچھو اُٹھ کر تو وزیر سے چھوڑ یہ دل لگی شیطان۔

فلفل۔ اجی وزیر صاحب اُٹھو غائب ہو گئی گلرخ جان۔

وزیر۔ کیا ہے جی۔

لقا۔ چُپ چُپ۔

فلفل۔ کچھ نہیں جی۔

لقا۔ چُپ چُپ۔

وزیر۔ مجھ سے بھی تو بولو۔ جلدی کیوں کہتے ہو چُپ چُپ اے فلفل دیکھو۔

لقا۔ دفعتہً میری جو آنکھ کھلی تو گلرخ کو نہ پایا۔ کیا خدا نے ہم پر غضب ڈھایا ہے۔ اور اس رفیق سے چھٹ گئے اس جنگل میں لٹ گئے۔

وزیر۔ افسوس ہائے افسوس۔

فلفل۔ ہائے افسوس صد ہزار افسوس۔

وزیر ۔ ایک آفت ہو تو مر کے ہو اتفا جینا ۔ پڑ گئی اور یہ کیسی میرے اللہ پستی تنگی
گانچ جانکی جدائی کا ہمارے دلوں پر صدمہ عظیم ہے ۔ مگر مجبوری ہے ۔ یہ مشیت الٰہی
خدا وند کریم ہے ۔ گو صبر کا یارا نہیں مگر بغیر صبر کے چارہ بھی نہیں ۔ اب آگے دریا
حائل ہے ۔ عبور مشکل ہے ۔ چلیئے اگر کوئی کشتی یا جہاز مل جائیگا ۔ تو وہ خدائے دو
جہاں جو اس ہماری تباہ شدہ کشتی کا ناخدا ہے ۔ پار لگائیگا ؎
دریں دریائے بے پایاں دریں طوفانِ موج افزا ۔ سرافگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا
آیا کچھ علامات جہاز کے معلوم ہوتے ہیں وہ ایک بادکش کا مستول دکھائی دیتا
ہے ۔ چلیئے چلیئے اب دیر نہ کیجیئے ۔

قلفل ۔ آنکھوں کے اندھے نام نین سکھ ابھی ہم سے تو یہ دریائی سفر نہیں ہو سکتا
بچا سعدی کا قول ہے ؎

بدریا در منافع بے شمار است　　اگر خواہی سلامت بر کنار است

اگر آپکا دریائی سفر کا ارادہ ہے تو ہمارا سلام لیجیئے ۔ بندہ رخصت ہوتا ہے ۔

وزیر ۔ اب تمہاری ملاقات کہاں ہوگی ۔

قلفل ۔ حشر میں ملینگے ۔

وزیر ۔ کیا ناہنجار زمانہ ہے جسے اپنا سمجھو وہی بیگانہ ہے ۔ اس مصیبت اور تنہائی
میں ہماری رفاقت چھوڑتا ہے ۔ نمک حلالی سے منہ موڑتا ہے ۔

قلفل ۔ کیا نمک کسی کے باپ کا ہے ۔ نمک تو پہاڑ سے آتا ہے (جانا قلفل کا)

گانا وزیر کا ۔

عیش و عشرت کا کلام آتا نہیں　　اب تو محبوب سے کبھی نام آتا نہیں
منزلِ مقصود کب تک طے نہ ہو　　کب تلک سوچیں مقام آتا نہیں
چرخ ہے درپے ہمارا رات دن　　راہ پر یہ بد لگام آتا نہیں

باب پہلا　　پردہ ساتواں

جنگل

(داخل ہونا قلفل کا)

گانا فلفل۔ یارو اب سنئے ذرا حال میرا غم سے بھرا کئی برس آرام سے شاہ کے
گذرے ساتھ۔ اب سفر میں کٹ رہا ہے۔ مجھکو دن رات۔ یارو اب سنئے۔

روز و شب ہے مجھ کو میری بیبیوں کا دھیان۔
ایک تو کالی کالی بیگم دوسری گوری جان۔ یارو اب سنئے۔
زر و گھر سب چھوٹا میرا چھوٹا سارا کام۔
دم کے پیچھے ساتھ ہے باقی فلفل میاں نام یارو اب سنئے۔
مثل ہے آٹے کا چراغ گھر میں رکھوں چاہے چلے چاہے نہ چلے کسی پہ کیا
احسان۔ (داخل ہونا سونٹھ کا)

سونٹھ۔ (الگ ہوکر) اس شخص کی کچھ آن بان ہے دیکھوں کہ کوئی پہلوان ہے ذرا
اس کو آزما تو لوں کیوں میاں پہلوان کہاں سے آئے ہو کہاں جاؤ گے۔
فلفل۔ کیا ہے میاں بہ انجام شکستہ دندان اُلو کی دم فاختہ۔
سونٹھ۔ (الگ ہوکر) میرکو سرا سیر لگتا ہے پہلے اس کو قافیہ میں اڑاؤ (فلفل
سے) اگر آپ کو دندان میں قافیہ درکار ہیں۔ وہ ہی بندہ سنانے کو طیار ہے
لو سنئے مہربان کی عقل کی گدی میں ہوتی ہے۔ کچھ اور قافیہ گنواؤں بکبندی
آپ کو سناؤں۔
فلفل۔ (الگ ہوکر) مثل ہے ہر فرعونے را موسےٰ وارد۔ تو مجھ سے بھی زیادہ قافیہ
گو معلوم ہوتے ہیں۔ اب خاموش رہنا بھلا ہے۔
سونٹھ۔ (فلفل سے) جیسا دوگے ویسا لوگے جو آپنے کہا اوس کا جواب لیا۔
فلفل۔ (الگ ہوکر) مگر ذرا اس کو شلوں میں بہائیے۔ اور دق کیجئے۔
سونٹھ۔ اچھا میاں اب تم مجھ سے مثلوں میں لیتے ہو میں بھی وہ فقرے سناؤں قافیہ
گنواؤں کہ یاد کرو۔
فلفل۔ اچھا تو پھر آجائیے۔
سونٹھ۔ (دال) ساتھ پاؤں سکھ سلائی سپیٹ کنٹھا لا۔
فلفل۔ بچارے کے سرپہ عرس کی بیگار۔

سونٹھ۔ چوہے کے گو ہوت۔
فلفل۔ چھچھوندر لگائے چنبیلی کا تیل۔
سونٹھ۔ حال چہ کال وہی ہیں موسلی۔
فلفل۔ دھوبی کا چھیلا ایک اوجلا ایک میلا۔
سونٹھ۔ ہجڑے کی کمائی مونڈ انی میں گنوائی۔
فلفل۔ ملا کی دوڑ مسجد تک۔
سونٹھ۔ کرکٹ کی دوڑ باڑ تک۔
فلفل۔ ہتھیلی پر سرسوں جمائی نہیں جاتی۔
سونٹھ۔ ہزار ہاتھی لٹیگا تب سوا لاکھ ٹکیگا۔
فلفل۔ ہاتھ پاؤں کی کاہلی منہ میں مونچھیں جائیں۔
سونٹھ۔ نکٹے کی ناک کٹی سوا بالشت اور بڑھی۔
فلفل۔ وہی ناچ جو سب کو مونڈ ہے۔
سونٹھ۔ وہ دن گئے جو خلیل خاں فاختہ اڑاتے تھے۔
فلفل۔ نئی فقیرن بیڑوں پہ الاوا۔
سونٹھ۔ نئی جوانی مانجھا ڈھیلا۔
فلفل۔ منہ لگائی ڈومنی گاوے تال بتال۔
سونٹھ۔ مفت کی شراب قاضی کو بھی ہے حلال۔
فلفل۔ ساون اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے۔
سونٹھ۔ اجڑی مسجد کا الٹا امام۔
فلفل۔ یہاں تو سیر کو سوا سیر لگتا ہے۔ اب خاموش ہی رہنا اچھا ہے۔ بھلا بھالی فرمایئے کہ آپکا کیا نام ہے۔ اب چلیئے دیکھئے تا حق منزل کھوٹی کیجئے۔
سونٹھ۔ من بھایا منڈیا ہلائے۔ فرمایئے آپکا کیا نام ہے۔
فلفل۔ عقل کے ناخن لیجئے میرا نام نامی اسم گرامی مسٹر فلفل ہے۔
سونٹھ۔ عقل کے جوگی ہاتھ پہ چنا۔ یہی حضرت میرا اسم مبارک سونٹھ ہے آپ اپنے حواس

کو درست کر لیجئے اور اُن کا صدقہ دیجئے۔

فلفل۔ شکل چڑیلوں کی دماغ پریوں کا۔

سونٹھ۔ کیا نخرے دکھاتے ہو لو سنو ہم تم کو ایک بات سناتے ہیں، یہاں کے مہاراجہ بہادر ایک پری کو جنگل سے لائے ہیں۔ اور اُسے شیشے میں بند کر رکھا ہے۔ وہاں بہت دھوم دھام ہے۔ گانے والوں کا اژدہام ہے۔ اقسام اقسام کے کھانے پک رہے ہیں۔ عام دعوتیں ہو رہی ہیں۔

فلفل۔ غرض باولی ہوتی ہے۔ (الگ ہوکر) اب کسی حیلہ سے وہاں جاؤں اور گلرخ کو چھوڑا لاؤں۔

سونٹھ۔ کیا کہوں صاحب عورتوں کا ظاہر کچھ باطن کچھ ہوتا ہے۔ میرے پاس چند چھوکریاں تھیں۔ کچھ ناچتی گاتی تھیں۔ اور کچھ یونہی کما لیتی تھیں۔ اور ہیں عزت و توقیر سے گھر بیٹھے اللہ اللہ کرکے گوشت روٹی کھاتا تھا یکے بعد دیگرے سب چلی گئیں۔ مثل ہے اپنے رسی کے گاہے بھی نہیں باندھی جاتی۔ اب خود طبلہ بجا لیتا ہوں اور کچھ کما لیتا ہوں۔

فلفل۔ ہاں ہاں صاحب خدمت سے عظمت (الگ ہوکر) یہ ہیں تو آخر میں کنجر نکلے۔

سونٹھ۔ کرتب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی۔ کیا آپ کو ناچنا گانا آتا ہے۔

فلفل۔ ہاں کیوں نہیں کچھ تھوڑا بہت کر ہی لیتا ہوں لیجئے سنئے۔

گانا۔ چلکت چپا رہی واچپتا دوشرما سنگل نہ سپرا اوڑھنی۔
بادل کی ساڑھی پہنی تاروں کی چولی پہنی سنگل نہ سپرا اوڑھنی۔

سونٹھ۔ یہ آپ نے درست فرمایا۔ مگر یہ تو کہئے کہ ملہار کس وقت گایا جاتا ہے۔

فلفل۔ موسم برسات میں خصوصاً صحن باغ میں۔

سونٹھ۔ کیا غزلیں گانے کے لئے بھی کوئی وقت مقرر ہے۔

فلفل۔ اجی ہاں جیسا کہ ناٹک کے راگوں کے لئے کوئی وقت معین نہیں ہے ویسا ان کے لئے بھی۔

سونٹھ۔ (الگ ہوکر) دو دھاری گانے کی دو لائیں صحیح ہیں تو مجھے خوب م

کہ حضرت کو گانا وانا تو کچھ نہیں آتا صرف زبانی جمع خرچ ہے۔
فلفل ۔ مثل ہے ہاتھ پاؤں ڈھیلے جی مانگتے جینے۔

باب پہلا   پردہ آٹھواں

دریا

(دریا میں کشتی کا اظہار ہونا جس میں ماہ لقا وزیر کا بیٹھے دکھائی دینا)

گانا

سب گا۔ پار جلد لگا ملاح پار جلد لگا   دیکھکر ان موجوں کو بتوا رسے بیرا
سالم ہے کشتی ملاح پار جلد لگا   کشتی کو بچا اللہ اس کشتی کو بچا
چلتی ہے اب آندھی اور موجوں نے گھیرا   ڈوبے گی کشتی ملاح پار جلد لگا
طوفان نے گھیرا دیکھو طوفان نے گھیرا   کشتی کہیں بھنور میں جلدی نہ چکر
ٹوٹے گی کشتی ملاح پار جلد لگا   پار جلد لگا ملاح پار جلد لگا

(بادشاہ جانعالم کا کشتی میں سوار ہو کر دریا کی سیر کرتے ہوئے داخل ہونا۔ کشتی کو ڈوبتا دیکھکر حیران ہونا)

جانعالم ۔ اے ناخدا یا خدا سطح آب پہ کوئی عورت بہتی ہوئی آ رہی ہے شاید کوئی جہاز ڈوبا ہے۔ اور اس غریب آفت سے ہرا ہیوں کا ساتھ چھوٹا ہے۔ جاؤ جاؤ جلد نکال لاؤ۔ اگر اس کو زندہ نکال لاؤ گے تو تم کو نہال کر دونگا۔ زر و جواہر سے دامن مراد بھر دونگا۔ جاؤ جاؤ اب دیر نہ لگاؤ۔

ملاح ۔ حضور ابھی جاتے ہیں اور اُسے ہاتھوں ہاتھ نکال لاتے ہیں۔

ڈراپ سین

باب دوسرا — پردہ پہلا

دربار راجہ جانباز

(اسپ در پریوں کا کھڑے دکھائی دینا۔ پری کا شیشے میں دکھائی دینا)

گانا۔ بازی جیتا کھیل یہ کھیلا کیسا پالنڈ ڈالا۔ گلشن میری تقدیر دل کا پھولا پھلا کیا قد ولا
صورت ہیرا لاثانی اس پرتن من جی وارا۔ پایا پیکو گھر بیٹھے جو تخت ہوا ہے بالا
میرے جان میں قربان تجھ کو لایا چالاکی سے۔ چپ ہوں تیرا میں یا یہ مجھ سے بیا کی
سنو جی مارو جی شیشے سے چھوٹ جاتی ہوں۔ پہونچے افسر کی گر تم قسم کھائی ہو

گانا گلرخ

مقید کر دیا مجھ کو عبث بدکار شیشے میں۔ بلا سے جان بھی لیلے نہ دے آزار شیشے میں
نکالیگا نہ باں سحر وصل کا کر نام اے ظالم۔ سلیماں کی قسم مرجاؤنگی سو بار شیشے میں
صنم ہے شیشہ دل میں میرا وہیں ہوتی ہیں شیشے۔ ادھر دلدار شیشے میں ادھر غمخوار شیشے میں

گانا دونوں کا ملکر

جانباز۔ جو چاہوں میں کروں تجھے تو میرے بس میں ہے۔
گلرخ۔ یہ چھوڑ دے خیال موہے جیا ہوس میں ہے۔
جانباز۔ ممکن نہیں رہائی تیری تو قفس میں ہے۔
گلرخ۔ میری رہائی قبضۂ فریادرس میں ہے۔
جانباز۔ جو حسن مجھ میں ہے وہ کسی بوالہوس میں ہے۔
گلرخ۔ کیا حسن پاک آپ کی شکل نگس میں ہے۔
جانباز۔ تو وصل کر قبول عبث پیش و پس میں ہے۔
گلرخ۔ میں کیا کہوں تو نشۂ بھنگ و چرس میں ہے۔

جانباز۔ اے جان من اگر اصل سے مسرور کرو اور حضرت سلیمان کی قسم کھا کر یا من بنا منظور کرو تو کچھ مشکل نہیں رہائی اپنے ہاتھ ہے شیشے کا منہ توڑ ڈالنا کیا بڑی بات ہے۔ اور بعد وصل سے انکار ہے تو خبر تم کو اچھا ہے۔

سرو قد سینکڑوں ہیں غنچہ دہن لاکھوں ہیں — گلشن دہر میں بلبل کو چمن لاکھوں ہیں۔
میں تیرا عاشق زار ہوں اور وصل کے لئے بیقرار ہوں۔

گلرخ - صد کیسے عاشق بنے ہو کیسی چاہ — تم کہاں میں کہاں معاذ اللہ
دل میں تو ہیں بڑے بڑے ارمان — تو مرد ہم پہ یہ خدا کی شان
لعنت ہے تیری شکل پہ ہر شام و پگاہ — لاحول ولا قوۃ الا باللہ
وصل کا نام منہ سے لوگے اگر — دیکھ مرجاؤنگی میں پھوڑ کے سر
ایک مچھراہٹ کے بیچ منہ بنواؤ — کبھی چونی بھی گھر شکر سے کھاؤ

جانباز - میاں صاحب ابھی آپکا غصہ اترا نہیں آپ کی تفریح کے لئے محفل عیش و عشرت ترتیب دیجاتی ہے۔ ہر طرح سے آپ کی دلجوئی کی جاتی ہے۔ کوئی حاضر ہے (نوکر کا داخل ہونا) ہماری خاص گانے والیوں کو بلالاؤ اور تاکید کرو کہ اچھی طرح سے ناچو اور گاؤ علاوہ اس کے جلد شراب حاضر کرو اور جام پہ جام دہرو

(آنا سہیلیوں کا گاتے ہوئے اندر سے)

گانا سہیلیاں

باد بہاری سکھی سنگ کرے رنگ ہے اومنگ ہوکے دنگ۔ باد بہاری
جھوم جھوم گھنگرو باجے سکھیاں، تا تا تھیا، چلو ساری سکھی گل سنگ۔
ناچیں ناچیں سبھی ناچیں کریں رنگ مل سنگ چھنا نا چھوم۔
چھنا نا نا چھوم چھوم چھوم چلے ہاں۔ چھنا نا گھنگرو باجے چھوم،
ناچیں سب گھوم سہیلیاں گاویں آج تا نوم تدارے دیم۔
دیکھنگے۔ راجہ ہے ناچ نادہن دھا نادیم دیم تاک تٹ کٹ دھا۔
اب ناچ سے لچکے کمر یاں پیاری پیاری سکھی۔

(قلقل کا باہر سے آواز دینا)

قلقل - اندھیر نگری چوپٹ راجہ ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا (چوبدار کا داخل ہونا)
چوبدار - حضور کی نگاہ دولت پہ ہے اور آنے کے لئے اجازت کی خواہاں ہے
راجہ - اچھا جاؤ بلالاؤ (چوبدار کا جانا) داخل ہونا قلقل کا ناچتے گاتے ... کا لیکچر کا)



فلفل۔ [illegible] خداوند کو سلامت رکھے بہت دن سے راجہ کا نام سنکر آئی اگر اجازت پاؤں تو گاؤں کچھ کمال دکھاؤں۔
[illegible]ے بھنڈاری کا پیٹ دکھے۔ اللہ سرکار کی عمر دراز کرے ایک کا کہتیں ہوں اور پانچ کے پچیس ہوں ذرا دل لگا کر اس لگائی کا گانا سنئیے مور ناچ دیکھیے مثل ہے۔ اندھے کے آگے روئے اور اپنے دیدے کھوئے۔

راجہ۔ ہاں ہاں مناسب ہے ناچو اور گاؤ اگر عمدہ پر دل بہلاؤ گے تو خاطر خواہ انعام پاؤ گے۔ ناچو۔

گانا فلفل و سونٹھ

ناچت فلفل باجت گھنگرو۔ چھم چھم نانا نا رے نا رے۔
مسٹر سونٹھ اب مردنگ باجے جھیرے کہیں لگائے رے تان تنا تم تزنا دیم
تتوم تتوم تاتا درنا رے۔ ناچت فلفل۔

فلفل۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔ حضور اگر محفل میں شراب کا دور بھی چلے تو مناسب بات ہو تو بھی محفل کا رنگ بدل جائے۔

راجہ۔ ہاں ہاں لاؤ شراب لاؤ پیالہ پہ پیالہ ایک دور کیا بلکہ پے در پے دس دس دور چلیں محفل کو مست کر دو

فلفل۔ سرکار اگر ساقی گری کا حکم بندی کو ہو تو ابھی سب کو مست کر دوں (الگ ہو کر کہنا) دوا کی بیہوشی اور حضور سے کے بیچ شراب ملاتا ہوں اور سب کو پلاتا ہوں مال و اسباب لوٹ لاتا ہوں اور پری کو چھوڑاتا ہوں۔ اور شراب میں بیہوشی ملا

گانا۔ پیو پیو جی راجہ شمپین رم شمپین رم پیو رنگین رم۔

آدھا بھی ہے اور وسکی وا اول نام	پیا نداہی ہیں سوڈا ابھی ڈالا ہے کم
ڈالا پودینہ شمپین کے کب ہیں	کونیلے کے چھلکے ملائے نہ رم
بیوٹرا بیوا اور جنیپی و برانسی	کافی کفی پیو پیسہ ہی نستم
کھوڑی تاری دیپ میں فلفل بہادر	راجہ کو بھیجیں گے سوئے عدم

فلفل۔ شراب پینے کا ملاحظہ فرما چکے۔ ان لوگوں کی حالت ہے۔ اب دیکھنا چاہیے۔

کہ چوری کا کیا انجام ہوتا ہے (فلفل کا مال وغیرہ اُٹھا کر جاتے ہوئے شیشہ کو توڑ جانا پڑیا کا اُڑ جانا)

باب دوسرا پردہ دوسرا

راستہ

(داخل ہونا ادرک خانم کا)

گانا۔ ہوا ہے شکار میرا پیشہ۔ نام ادرک خانم میرا۔ جس گلی میں تین ہوں جاتی خدا وار کوئی گر پاتی۔ اُسے جال میں لپیٹے لائی۔ کوئی تنہا جو مجھ کو ملے۔ اُسے گانٹھوں فریب میں لائے مال اس کا کھا لوں لے لے۔ اُسے موت نے سمجھو گھیرا نام ادرک خانم میرا۔

میں البیلی چنچل چھبیلی نہایت چل بلی انار کلی ہوں۔ عاشق مزاجوں کو پھندے میں لانا گل رخسار دکھلاکے بلبل بنانا میرا کام ہے۔ جب کوئی مسافر نظر آتا ہے تو میں اپنے حسن کی بہار جوبن کا اُبھار جیڑھا اونار کا راستہ دکھاتی ہوں۔ اور میں اسٹرسونٹھ کی بی بی ہوں جو کماتی ہوں کچھ خرچ میں لاتی ہوں۔ باقی زمین دفناتی ہوں۔ ظاہر میں البیلی کھیلی ہوں پر آسمان میں جگنی چڑھی ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ آج صبح ہی صبح ناشتہ ملا وہ مسافر آتا ہے۔ مسل جاتی ہوں باتوں میں لاتی ہوں مال و اسباب اُڑاتی ہوں۔

(داخل ہونا فلفل کا سر پہ گٹھڑ لئے ہوئے اور ادرک خانم کا چھپ جانا)

فلفل گانا۔ لے کپڑوں کا سر پہ بھار۔ فلفل ہے بنا بنجارہ۔ بن عورت ناچا گایا اور پری کو میں نے چھوڑا یا۔ پھر یال پہ پتھر مارا۔ فلفل ہے بنا بنجارہ۔

سولہ ضلع دیکھا ناڈیرہ اور نگ آباد۔ پرشہیا اور بیڑ۔ چلیگا را نچور لنگ سنگل۔ نل کنڈہ دیکھا۔ محبوب نگر بھی دیشہر ورنگل۔ اند مال پل سگال۔ اطراف بلدہ پھر کر آیا سارا۔ فلفل ہے بنا بنجارہ

ایک آدمی کا بوجھ۔ جو تھک گیا ہے۔ ذرا دم لے لوں۔

(بوجھ کو اُتار کر کھڑا ظاہر ہونا ادرک خانم کا)

ادرک - میاں جی بندگی۔

فلفل - میری جانب سے سہ بار بندگی آؤ جی خالہ۔ قبلہ ہیں قبلہ آپ کہاں سے تشریف
وناتشریف لائیں ہیں۔

ادرک - کیا آپ مجھ کو نہیں جانتے ہو۔ میں وہی ہوں وہی۔

فلفل - مثل ہے چراغ کے نیچے اندھیرا شاید آپ کی اور میری ملاقات رات کے
وقت ہوئی ہوگی۔ جو یہ صورت پہچانی نہیں جاتی۔

ادرک - میں قربان گئی ایسے بے مروت کیوں ہوگئے ہو یہ پیت کی یہی ریت ہے۔

فلفل - دور ہی سے بات کیجئے مجھ کو دام بلا میں پھانسنے کے لیئے یہ بلائیں لیجیے

ادرک - میں تو تم پہ مرتی ہوں اور تم پرے ہٹے جاتے ہو۔

فلفل - مثل ہے وصل سے فراق میں زیادہ مزا ہوتا ہے۔

ادرک - تم ہزار پہلو تہی کرو۔ میں کب چھوڑتی ہوں۔

فلفل - جواب جاہلاں باشد خاموشی۔ آخر فرمایئے ارادہ ہے۔ فوجداری کی کی
ہے۔ یا دیوانی کا ارادہ ہے۔

گانا ادرک خانم و فلفل کا

ادرک - سن تو اے پیارے دلبر — فلفل - ہاں جی لیوا۔

" میرے بنیا تو شوہر — " واہ جی۔

" چلیئے جلدی میرے گھر — " ہاں جی لیوا۔

" تو ہے شوہر میرا — " کون ہے شوہر تیرا۔

" کیوں ہوا انجان دلبر — " ہاں جی لیوا۔

" خیر اگر آپ کو وصل باطنی سے انکار ہے۔ تو وصل ظاہری کیجیے۔

فلفل - یہ آپ نے ٹھیک کہا۔

ادرک - اے میرے بھولے بھالے ساجن۔ میری آنکھوں کے انجن تجھے دیکھ کر میرے
دل کی کلی کھل رہی ہے دل باغ باغ ہے مسطر دائم ہے۔

فلفل ۔ مثل ہے کیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ۔ ہم تو وصل کے لیئے بیتا رہیں ۔ مگر تمہاری صورت دیکھ کر میری چھاتی دھڑکتی ہے ۔ اور پسلی پھڑکتی ہے

گانا دونوں کا

فلفل ۔ دیوانہ ہوا میں دیوانہ ۔

ادرک خانم ۔ اوئی ۔ اوئی ۔

فلفل ۔ تم پر اے ۔ دل سے فدا ہوں بانکی ادا پر ۔ اللہ رے جوبن کا ٹھاٹھ ۔

ادرک خانم ۔ کیا سچ ہے ۔ الفت تمہاری بھولونگی کیونکر لگی ہے بوسوں کی چاٹ

فلفل ۔ جی ہاں ہاں ۔

ادرک ۔ اس میں شک نہیں کہ آپ میرے ہو اور میں آپکی ہوں مگر ایک کام کیجیئے کہ جس میں آپ کا فائدہ ہو اور مجھے بلا سے نجات ملے ۔

فلفل ۔ فرمائیے وہ کیا کام ہے ۔

ادرک ۔ آپ حاکم سے چلکر اتنا کہدیجیئے کہ یہ میری عورت ہے اور میں نے اسکو طلاق دیا ۔ اتنی تکلیف فرمانے کے عوض میں میں آپ کو یہ بتیس روپیے کا نوٹ دیتی ہوں قبول فرمائیے ۔ دیکھنا دو ٹکڑے ہیں ۔

فلفل ۔ (الگ ہوکر) بیچ کے سوال رسد دادہ خدا است (ادرک خانم سے) پہلے نوٹ تو دید یجیئے اور یہ فرمائیے کہ اس میں کوئی دہوکا دہی اور مصلحت تو نہیں ہے ۔

ادرک ۔ (نوٹ دینا) یہ لیجیئے ۔ دہوکہ دہی اور مصلحت تو کچھ بھی نہیں ہے ایک شخص اجنبی مجھکو اپنی بی بی قرار دیتا ہے جس سے کہ میں سخت ناراض ہوں جب میں تمہاری بی بی قرار پاجاؤں اور طلاق نامہ حاصل ہو جائے ۔ تو مجھکو عام طور سے آزادی حاصل ہو جائے گی تو پھر میں آپ کی خدمت اچھی طرح سے کرسکتی ہوں ۔

فلفل ۔ پھونک پھونک کے قدم رکھنے کا زمانہ ہے ۔ خیر چلیئے میں حاکم کے سامنے پکار پکار کر للکار للکار کر کہدونگا ۔ مثل ہے غریب کا کام نکالنا تو اب ہے

ادرک ۔ بہت خوب ایسا ہوگا ۔ چلئے چلئے دیر ہوتی ہے ۔
فلفل ۔ ہاں چلو چلو تم آگے اور ہیں تمہارے پیچھے ۔ (جانا دونوں کا)

باب دوسرا پردہ تیسرا

اجلاس

(سپاہیوں و حاکم کا بیٹھے دکھائی دینا)

گانا ۔ حاکم حاکم تو اعلیٰ تیرا فرمان ہے بالا ۔ تو ہے ۔ تو ہے صاحب متوالا ۔
سب پہ ہے احسان تیرا ۔ تیرا فرمان ہے جاری ۔ دنیا تابع ہے ساری
تیری باتیں ہیں پیاری نرا فرمان تیرا ۔ چور اور ساہوں تو جانے ہر ایک
تو پہچانے سچا جھوٹا بیشک تو جانے ۔ تجھکو ہم سب ہیں مانے فیصل لکھے
تو جس کا اچھا اسفر ہوتا ہے اوس کا ۔ کب ہوشا کی وہ کسی کا ایسا فرمان
تیرا ۔ عادل ہے تو تو بیشک تیرا اوصف ہے ۔ ہر ایک دنیا قائم ہے ۔
جلتک ۔ تو بھی قائم ہو تب تک ۔ در پہ تیرے جو آیا اپنا مقصد بھر پایا
سب پہ تیرا ہے سایا ۔ ایسا دامان تیرا ۔

(سپاہیوں کا جانا فلفل کا داخل ہونا)

فلفل ۔ بہ آوردن کار امیدوار ہ از قید بندی شکستن ہزار
حاکم ۔ کیا کہا ۔
فلفل ۔ حضور یہ میری بی بی ہے ۔
حاکم ۔ اچھا پھر آگئے ۔
فلفل ۔ یہی کہا کہ میں نے اس کو طلاق دیا یعنی کہ عاق کیا ۔
حاکم ۔ کس لیئے تالاک دیا ۔
فلفل ۔ رموز مملکت خویش خسروان دانند ۔
حاکم ۔ اے نیک بخت بی بی کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ تیرا خاوند تجھکو ٹالاک
دے اگر تو ناراض ہے تو بیتن امر کا بند وبست کیا جاتا ہے ۔ نان ونفقہ ۔

مکان علیحدہ ضمانت معتبر

ادرک خانم۔ ہاں حضور محض مرضی خاوند۔

حاکم۔ دل تمہارا کیا نام ہے۔

فلفل۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ کیا جناب آپ میرے نام نامی اسم گرامی سے واقف نہیں ہیں افسوس۔

حاکم۔ افسوس کا کیا موقعہ ہے۔ بھلا میں تجھے کیا جانوں کہ تو کس کھیت کی مولی ہے۔

فلفل۔ حضور پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتی۔

حاکم۔ اس کا کیا سبب ہے۔

فلفل۔ مثل ہے کہ انڈا کا بیٹا سا نڈہ آپ نے سن لیا ہوگا۔

حاکم۔ کیا سن لیا ہوگا۔

فلفل۔ آپ نے سنا نہیں جس کو جیا اوس کو ایمان آپ سعدی علیہ الرحمان کو جانتے ہیں

حاکم۔ ہو واز سادی ترجمہ سعدی کون تھا۔

سررشتہ دار۔ ہی واز پوئیٹ آف شیراز۔ شیراز کی شاعر تھا۔

حاکم۔ اولیس آئی نو وٹ سادی آف شیراز۔

کیوں نہیں ہم اس کو جانتا ہے۔ اور مانتا ہے۔

فلفل۔ تم جانتا ہے اور مانتا ہے تو ہم بولتا ہے سہ

نظر کن چوں سعدی سوئے لوستاں روانہ شد فلفل بہندوستاں

حاکم۔ اس موقعہ پر اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

فلفل۔ سرکار شک کی دوا لقمان کے پاس بھی نہیں ہے۔

حاکم۔ او بیوقوف تم فضول بک بک مت کرو۔

فلفل۔ حضور یہ آپ نے کیا کہا میں بڑا معزز اور لائق آدمی ہوں۔

حاکم۔ ہمیں ایسی فضول گفتگو سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ بیان کرو کہ تمہارے دوست کا کیا نام ہے۔

فلفل۔ غریب ہے کی جورو ہے۔ خانم نام ہے۔

حاکم۔ مطلوقہ کیا۔

فلفل۔ دودہ کا دودہ پانی کا پانی۔

حاکم۔ زوجہ ثانی مسلمان عورت کا نام کیسا رکھا گیا۔ البتہ نیکا بائی۔ چندا بائی دلپو کا نائی۔ بایا بائی۔ پارسیوں کا نام ہوتا ہے۔

فلفل۔ بچوں کے نام سے باپ کی لیاقت ظاہر ہوتی ہے۔

حاکم۔ کیوں رکھا ہے۔

فلفل۔ سینگ کٹا کے بچھڑوں میں ملے۔

حاکم۔ بس چپ رہو معلوم ہو چکا۔ اے عورت تیرا کیا نام ہے۔

ادرک خانم۔ حضور میرا نام ادرک خانم ہے۔

حاکم۔ طلاق کا سبب ہے۔

ادرک۔ حضور خاوند کی مرضی۔

حاکم۔ (وکیل سے) آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں

بیرسٹر۔ اس مقدمہ میں دو امر قابل غور ہیں۔ جس پر میں عدالت کو توجہ دلاتا ہوں اول یہ کہ مسمات ادرک خانم کو مسٹر فلفل نے برضا رغبت طلاق دیا۔ اور عدالت کے روبرو طلاق دینے کا اقرار ہوا۔ پس یہ امر محض مسمات ادرک خانم کے خاوند مسٹر فلفل کی رضامندی پر موقوف تھا۔ کیونکہ بموجب قانون عدالت طلاق امر پر ضرور ہے۔ حسب رواج ہر ایک اہل اسلام محض اپنی خواہش اور رضامندی سے اپنی منکوحہ عورت کو طلاق دیسکتا ہے۔ خواہ وہ بداخلاق ہو یا بااخلاق ہو۔ جو اس کے ذمہ عائد ہوگا اس بارے میں چند نظریں عدالت کے روبرو پیش کرتا ہوں انڈین لا ریپورٹ مطبوعہ ۲۷ اگست ۱۸۸۴ء صفحہ ۹۴ سطر ۱۶ فیصلہ عدالت ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی باجلاس مسٹر جسٹس فائز و مسٹر جسٹس پائیز مقدمہ مسمات شاہ بیگم و حامد باز خان۔ دوسری نظیر انڈین لا ریپورٹ مطبوعہ ۲ ستمبر ۱۸۸۶ء صفحہ ۲۲ سطر ۴ عدالت ہائیکورٹ کلکتہ باجلاس مسٹر جسٹس لوپس و مسٹر جسٹس گھوس۔ دوسرا امر یہ ہے کہ جب مسٹر فلفل اپنی منکوحہ

عورت ادرک خانم بہ صحت نفس وساتھ عقل روبرو عدالت کے طلاق دے چکا۔ تو آیندہ مسمات ادرک خانم کی آزادی باب وہ کس طرح سے مخل ہونے کا مجاز نہیں ہے۔ اس واسطے یہ ضرور ہے کہ عدالت بموجب رسم و رواج قانون مسمات مذکور سند طلاق عطا کر دیں۔

حاکم۔ طلاق ہو چکا جاؤ۔

فلفل۔ جاؤ آؤ بی بی مرولافہ مکان کو چلیں۔

حاکم۔ اے بخت کیا تو نوکری کرے گی۔

فلفل۔ لیجئے۔ حاکم صاحب کی نت بدلی۔ طوطے کی طرح آنکھ پھیری۔

حاکم۔ چل تجھ سے کون پوچھتا ہے۔ تو کیوں بکے جاتا ہے۔

ادرک خانم۔ جی ہاں کروں گی۔

فلفل۔ دن یا رات کی۔

حاکم۔ تم کو روٹی پکانی آتی ہے۔

فلفل۔ نہائی کے بال اور کھائی کے گال نہیں چھپے رہتے۔

حاکم۔ پھر باتوں میں مداخلت شروع کی۔

فلفل۔ مداخلت کرینگا تو آپکا ارادہ پایا جاتا ہے۔ مثل ہے دریا میں رہنا اور مگر سے بیر۔

ادرک خانم۔ جی ہاں مجھے روٹی و سالن پکانا سب کچھ آتا ہے۔

حاکم۔ کیا تنخواہ لو گی۔

فلفل۔ ... روزانہ ماہانہ۔

حاکم۔ او پاجی تو نہیں مانتا بس چپکا رہ۔ ورنہ سزا پائیگا۔

ادرک خانم۔ خداوند تنخواہ کی کیا ضرورت ہے۔ بندی ناچیز آپ کی کنیز ہے مگر پردیس آپ نے میرے شوہر کی رضامندی پہ مجھے طلاق دلوا دیا اب مہر بھی وصول کرا کر دلوا دیجیے۔

حاکم۔ ہاں ضرور ضرور۔ بیان کرو کیا مہر مقرر کیا گیا تھا۔

ادرک۔ پانسو روپیہ سکہ رائج الوقت۔

فلفل۔ بلوانگا کے شبیہ میں داخل ہوئے۔ حضور نکاح ہی کب ہوا تھا۔ جب نکاح نہیں ہوا تو مہر کیا میرے اللہ۔
حاکم۔ جب نکاح بھی نہیں ہوا تھا۔ تو تونے طلاق کیونکر دیا۔ جمعدار و! جمعدار۔ اس کا تمام سامان اور لباس اوتار لو۔ اور اس نیکبخت بی بی کے سپرد کردو جبتک یہ پانچسو روپیہ مہر کے ادا نہ کرے زیر حراست رکھو یا زنجیر کردو میرا وہ انصاف ہے کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ پہ پانی پیتے ہیں۔
فلفل۔ وہی ہے بس نہ چلا تو گدہے کے کان اینٹھے۔
حاکم۔ پھر زبان درازی شروع کی۔
فلفل۔ بقول شخصے کم زور مار کھانے کی نشانی ہے۔
حاکم۔ اس زبان دراز کو جلد لیجا کر قید کردو۔ اور اس نیک بخت عصمت آرا بی بی کو ہمارے بنگلہ پہ پہنچا دو۔
(جانا سب کا فلفل کو سپاہیوں کا گرفتار کرکے لیجانا)

باب دوسرا پردہ چوتھا

راستہ

(وزیر کا داخل ہونا)

وزیر۔ قسمت کی برگشتگی سے کشتی دریا میں ڈوب گئی میرے خداوند نعمت کی بی بی شہزادی ماہ لقا مجھ سے چھوٹ گئی۔ یہ عصائے ساحری کچھ تو میرے کام آیا دریا کی بلاؤں سے بچا کر کنارہ پہ پہنچایا اب رات دن صحرا نوردی ہے بادیہ گردی ہے گم گشتوں کی تلاش میں اوقات بسر ہوتی ہے۔ کسی کا پتہ نہیں ملتا۔ کیا کروں مجبور ہوں۔ میرا بس نہیں چلتا۔ کاش شہزادی ماہ لقا کی بلا میرے سر پہ آئی ہوتی۔ قفس تن سے طائر روح پرواز کر جاتا۔

مسدس

بخت خفیف نے یہانتک ہمیں آزار دیا کوئی غمخوار ہے اپنا نہ تو مونس اپنا

دورِ گردوں نے زمانے میں دکھایا کیا کیا　　ایک دم بھر کہیں آرام نہ کھوٹے سے ملا
یوں گرفتارِ بلیات رہے ہیں ہم تو　　رات دن موردِ آفات رہے ہیں ہم تو

فلفل۔ (آنا شور کرتے پابجولاں) ہائے ہائے رے ہائے۔ جیا کہاں ہے بھیا

وزیر۔ (ہچانک) آہا یہ تو فلفل ہے۔ ہیں ہیں چھوڑ چھوڑو (سپاہیوں سے) سب
ملکر اس بیچارے پر کیوں ٹھٹھا کرتے ہو۔

جمعدار۔ اس قیدی کو بعوض پانچ سو دینار مہر کے قید کی سزا ہوئی ہے۔ اس کو
حراست میں لئے جاتے ہیں۔ حاکم حکم بجالاتے ہیں۔ جب تک پانچسو روپے
کی ادائی نہ ہوگی۔ اس کی رہائی نہ ہوگی۔

وزیر۔ مہر کا ہے۔

فلفل۔ اجی میں نے ایک عورت کو طلاق دیا تھا۔

وزیر۔ کیا تو نے اپنی کالی بیگم تو نہیں دیا۔

فلفل۔ خدا کرے تم اپنی بی بی جان جہاں کو طلاق دو۔ میں کیوں اپنی کالی بیگم کو طلاق
دوں۔ واہ جناب واہ۔

وزیر۔ آخر پھر کس کو طلاق دیا۔

فلفل۔ اجی دوسروں کی عورت کو طلاق دیا ہے مثل ہے غیر کے مال پہ دیدہ لال

وزیر۔ کیا کسی عورت کو نکاح میں لایا تھا۔

فلفل۔ اجی نہیں جناب نکاح کلمے کا قبل از نکاح کے یہ کچھ اور ہی معاملہ ہوگیا
ہے۔ آپ نہیں جانتے۔

وزیر۔ غیر کی عورت کو تو طلاق دینے والا کون تھا۔

فلفل۔ سچ بتاؤں۔

وزیر۔ اچھا معلوم ہوا اے سپاہیوں یہ میری ہیرے کی انگوٹھی ایک ہزار روپے
قیمت کی ہے لو۔ اور اس قیدی کو رہا کردو۔ پانچسو روپیہ مہر سرکار میں داخل
کرو۔ اور پانچسو روپیہ تم کو بطریق انعام دیا جاتا ہے۔ اس کو رشوت نہ سمجھو

جمعدار۔ آداب عرض ہے۔ جاؤ میاں قیدی صاحب تم کو آزادی۔

قلقل۔ تمہارا باپ قید ہی میں نے کچھ چوری تھوڑے ہی کی تھی۔ جو جیو پہنچا تا ورنہ صاحب آپ بھی بڑے بیوقوف ہو۔ بھلا انگوٹھی دینے کی کیا ضرورت تھی۔ میں چند روز قید خانہ میں رہ آتا مفت کا پکا پکایا کھانا ملتا تا مثل ہے پیٹ پرسے جان قربان۔

وزیر۔ واقعی مجھ سے بڑی بیوقوفی ہوئی۔ بچہ کو چھوڑ اک بیوقوف کہلایا

قلقل۔ اس میں کیا شک۔

وزیر۔ خیراب نصیحت چھوڑ دے شہزادے کی تلاش کے لئے ساتھ چل

قلقل۔ چلئے چلئے مجھے کیا عذر ہے۔ مثل ہے صبح کا بھولا شام کو گھر آجاوے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے چلئے جناب (جانا دوست کا)

باب دوسرا پردہ پانچواں

محل عالم

(شہزادی بالا نقا کا آدہ وزاری کرتے داخل ہونا)

گانا بالا نقا

ایری ایری بہیاں ستم ڈھا رہی۔ موا کوہ ابن جنین ندا دے۔ پیا بینا نا کھانا گھبرانا کہاں جانا۔ ایری سندر صورت واکی موہے دکھاؤ بالم ساجن کو لے آؤ۔ ایری۔

جان کے کارن گلیں بھٹکت جیاں بھری ہوا
دیکھ سمن رنگ آئی پھر کر ملا نہ دا کا پتا
کشتی ٹوٹی ڈوب مرکا ہے جان نہ جانے پاسے

ظالم ہو چونکاں لایا ہو پہ نظر بد لا سے۔ ایری

گانا بالا نقا عالم

پیاری بھولے ساجن ستم شرما جان ہیں آنکھیں توری انوکھی زلفیں کالی ناگن جیسی بالی۔ رخ ہے رشک چمن لب لعل یمن نفث

مشک ختن میں پیارے پیاری لپٹے پیارے سے مست گھراجان
دل و جان تن من تو پہ وار پیارا انسدن ملیچین ہردم تو پیاری
بنی ہیں بنا۔ موسے جانا۔ الگن لگانا۔ توتو ہے موری جان۔

گانا ماہ لقا

دور و ہمرن لاگ کا بہ گردوارے۔ توری بیاں ہیں لاگوں بنتی کرے جیا ٹٗ
کاہے موہے لپٹ ارے بے پیر سمجھ سمجھو۔ دورو ہرن کا ہے کروں کوئی
ناہیں دست ہے کو سناؤں ہیں بنیاں رے سنوار سودا تھر تھر کونپے
ہے موراب ڈرت جیارمان سے۔ عرض عرض۔ دو و ہرن۔

گانا جانالعالم و ماہ لقا

جانوعالم۔ ہیں تو تورا سجن ہوں۔
ماہ لقا۔ ہمارے دیو لے نے شہزادہ شمس کی ہیں تو موہن ہوں۔
جانعالم۔ نکالا تم کو دریا سے میرا احسان تم مانو کہ جان من مجھے سوجان
اپنا دوست جانو حسین خوبصورت بادشاہ ہوں ہند کا ہیں بھی خدا
کے فضل سے ہوں آپ سے بھی خوب۔ مالو گل کی طرح سے شکل ہے
میری دیکھو غنچہ دہن ہوں۔ ہیں تو تورا سجن ہوں۔
ماہ لقا۔ جاسے دیوانے سے
میرے حق میں یہی بہتر تھا کہ دریا میں مرجاتی۔ مگر تجھ بدکار کے پنجہ میں ہرگز نہ آتی
فراق یار سے رنج والم ہے اس پر پڑا ہے۔ گلے کا ہار تو ہوتا ہے جان میری ہے گھبراتی
اپنے شمس کی تو میں موہن ہوں۔
جانعالم۔ میں تو تورا سجن ہوں۔
گانا۔ مان لے ری موری پیاری باتنا (دونوں کا سوال وجواب)
ماہ لقا۔ چھانڈ دے رے موسے مورا ہاتھ۔ ارے ہارے رے کلائی لچکائی
جانے رے جانے دے ارے ارے رے۔
من بیچ مارجیت گرجتا۔ چھانڈ دے۔

گانا ماہ لقا

کاہے رے کاہے موہے کو تو چپکا دے رے ۔ میں تو ہوں اپنے شمس کی
سوہن ۔ کاہے رے موہے کو ۔ ناہیں تو سنگ چھل بل کر لو ۔ سنو مورا جگر آمادہ
کے ہاں رے ظالم تو چھانڈ دے موکو رکھو نورا موہے کو نہ بھادے رے ہو بن تو ہوں

جانثالم ۔ بڑے افسوس کی بات ہے ۔ کہ آپ کو میرے وصل سے انکار ہے حالانکہ میں ملک ہند کا شہر یار ہوں ۔ جانثالم میرا نام ہے ۔ میری کوئی اولاد نہیں صرف ایک لڑکی جان جہاں جس پر نیفلموں جادوگر عاشق ہوا تھا ۔ اور اوس نے مجھے اور کل باشندگان شہر کو پتھر کا بنا دیا وزیر زادہ جان نثار کا آنا ہوا ۔ اس کی بدولت رہائی کا بہانہ ہوا ۔ جان جہاں اس وزیر زادہ سے منسوب ہوئی ۔ جان نثار اپنے شہزادے کی تلاش میں چلا گیا ۔ میری نور نظر جان جہاں اپنے شوہر کے فراق میں چل نکلی ۔ ابتک اس کا پتہ نہیں اب میری سلطنت اور دولت کی تم مختار ہو تا لیبدار ہوں ۔

ماہ لقا ۔ کیا آپ جان جہاں کے باپ ہیں ۔

جانثالم ۔ کیا آپ جان جہاں کو جانتی ہیں ۔

ماہ لقا ۔ کیوں نہیں ۔ وہ تو میری جانثار سہیلی ہے ۔

جانثالم ۔ یہ کیا کہا ۔ اس جملے کی تشریح کیجئے ۔

ماہ لقا ۔ میں شہزادہ شمس کی بی بی ہوں ۔ جان نثار جس کا وزیر اعظم ہے ۔ اور جان جہاں جان نثار کی زوجہ محترمہ ہے ۔

جانثالم ۔ (الگ ہوکر) مجھ سے اعلیٰ درجہ کی بیوقوفی ہوئی (ماہ لقا سے) آپ میرے محسن و معظم ہیں ۔ میں اپنی گستاخی کی معافی چاہتا ہوں اور وہ الفاظ جو میں نے آپ کی جناب میں بے ادبانہ کہے تھے ۔ سب واپس لیتا ہوں ۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اوس سے درگذر کرینگی ۔ اور مجھے معاف کرینگی ۔

چوبدار ۔ خداوند شہزادی جان جہاں مع میر لشکر و فوج تشریف لائی ہیں ۔

جانثالم ۔ الحمد للہ بہت جلد بلا لاؤ ۔ (چوبدار کا جانا) شہزادی صاحبہ خدا کے واسطے

لڑکے کی روبرو میرا عیب چھپایے اور میں نے جو آپ کے ساتھ حماقت کا برتاؤ کیا۔ کسی پر افشا نہ کیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے ستار العیوب اور غفار الذنوب ہے آپ کو اُسی کا واسطہ دیا جاتا ہے۔ (داخل ہونا جانِ جہاں کا)

جانِ جہاں۔ ابا جان قدمبوسی عرض کرتی ہوں۔

جانِ عالم۔ جیو جیو بیٹی عمر دراز باد۔ تمہارے شوہر کہاں ہیں اور یہ دونوں عورتیں تمہارے ہمراہ کون ہیں۔

جانِ جہاں۔ شہزادہ شمس گم ہو گئے۔ اون کی تلاش میں میرے شوہر گئے ہیں اور یہ دونوں عورتیں فاضل کی بیبیاں ہیں۔

جانِ عالم۔ کیا ان کو پہچانتی ہو۔

جانِ جہاں۔ اباّ یہ تو شہزادی ماہ لقا ہیں۔ میرے شوہر جس شہریار کے وزیر ہیں یہ اونکی بی بی ماہ منیر ہیں۔ شہزادی صاحبہ بندگی عرض کرتی ہوں آپ کہاں۔

ماہ لقا۔ قسمت کی گردش یہاں کھینچ لائی۔ کشتی دریا میں ٹوٹ گئی۔ سب چھوٹ گئے۔ موت کی گردش میں پھرتی ہوں مگر وہ بھی نہیں آتی۔

جانِ عالم۔ میں نے اس گوہر نایاب کو دریا سے نکالا ہے۔ اور محسن و منتظم کی طرح رکھا ہے۔ اب تم اور یہ مل جل رہو میں دریا کو جاتا ہوں۔

ماہ لقا۔ کیا کہیں فراقِ یار میں دل بھرا رہتا ہے۔ سینہ فگار ہے۔ جینا وبال ہے۔ بُرا حال ہے۔

گانا۔ گو وہ بدخو تھا مگر یار ہمارا ہی تھا — ساتھ اوس کا ہمیں ہر طور گوارا ہی تھا
اب تصور میں بھی آتی نہیں صورت وہ نظر — زیست کا اپنے فقط اتنا سہارا ہی تھا
کوئے قاتل کی زمین پہ ہی نہیں ہر موقوف — یہ فلک بھی تو عدو ہائے ہمارا ہی تھا
دفعتہً آ کے کیا جور خزاں نے پامال — کہ نشیمن ابھی بلبل نے سنوارا ہی تھا

(داخل ہونا گلرخ پریزاد)

گانا۔ سنو سکھیاں میں ساری خدائی میں سجیا کو ڈھونڈ پھری۔ سنو سکھیاں دیس بدیس چھان پھری میں شہزادی کو تو نہ پایا سکھی سنو سکھیاں۔

(سب کا ملکر خدا کا شکر یہ ادا کرنا)

گانا ۔ شکر اللہ کا سب مل سنائیں ۔ اس کی توصیف ۔ سب کو سنائیں کیونکر نہ
سر کو ہم جھکائیں آئی آئی اے بہن باپ جو لوگ سے ملے ہیں جان وتن کھلائے
عیش کا چمن ۔

ماہ لقا ۔ تم آئیں کدھر ہے جان جہاں ۔

جانجہاں ۔ یاں کہ ہیں شاہ میرے ابا جان ۔

سب ۔ کیونکر نہ سر کو جھکائیں آئی ۔

گلرخ ۔ میں لگا لوں گلے آؤ ۔ اپنی حالت مصیبت سناؤ ۔ فلفل کی بیبیاں
تم بھی آؤ ۔

جانجہاں ۔ سنئے سنئے اے پری ۔ چھٹکر تم سے میں چلی ۔ سیدھی ہی اُن سے آملی

ماہ لقا ۔ مجھ کو امید کب تھی یہاں ۔ تم کو پاؤں گی ۔ اے جان جہاں ۔
کیونکر سر کو ہم جھکائیں ۔ آئی آئی اے بہن ۔

گلرخ ۔ یہ مصیبت بہت کچھ اُٹھائی ۔ عید سینے میں رہ گئے آئی فلفل نے آکر
کچھ کھلائی ۔

کالی بیگم ۔ کہئے کہئے میری جان ۔ فلفل میاں جی ہیں کہاں اون کے لئے ہم ہیں ۔

گوری بیگم ۔ نیم جان ۔

گلرخ ۔ فکر فلفل کی مت کر یو ۔ اب ملا دیگا ۔ جلد ہی خدا ۔

سب ۔ کیونکر نہ ہم سر کو جھکائیں ۔ آئی آئی اے بہن ۔

ماہ لقا ۔ کشتی دریا میں ٹوٹی تھی ہائے ۔ اس کے ابا نے مجھکو بچائے سوز پردا ہے
کو تو ہرگز نہ پائے ۔

جانجہاں ۔ جائیں جائیں اب کدھر ہو اسے ۔ ڈوب کر کیونکر نہ رد وں بیٹا سر

گلرخ ۔ میری ہمشیر کہنے کو ہاں وہ ملائیگا خالق جان ۔ کیونکر نہ ہم سر کو جھکائیں ۔

ڈراپ سین

باب تیسرا پردہ پہلا

جنگل

(داخل ہونا وزیر جان نثار اور فلفل کا)

گانا فلفل

وزیر صاحب کی اب دھول جھڑی دیکھو بڑی پڑی منزل کڑی
ہیں اڑا اڑنگا جوں بجلی جھڑی کہ جیسے سانا نانا ہوا چلیگی ہر گھڑی
کیسی راستے کی دھول جھڑی پہاڑ ہی بڑی ہے آگے کھڑی

گانا وزیر کیونکر یار جانی ہیں ناکام چلوں۔ گرچہ چلنا اس آن سے بہتر تھا پاؤں
ہیں نہیں تو ان دیری نہ دیر ہی نہ کر قدم دہروں فضل اب کرے وہی
ہے ذوالجلال۔ اچھے ہو لئے دو بالا تو ہے۔ اللہ تعالےٰ دیوے دیوے
خوشحالی پاؤں مرادلی۔ کیونکر یار جانی ہیں ناکام چلوں۔

فلفل۔ مثل ہے ضعیف پہ نزلہ گرتا ہے۔

وزیر۔ کیوں اس کی کیا وجہ۔

فلفل۔ بقول شخص رکھ رانی اپنا پانی (داخل ہونا ادرک خانم و سونٹھ کا)

سونٹھ۔ (اپنی بی بی سے) بی بی ادرک خانم بیان کرو۔ کہ میرے سفر کے جانے کے
بعد تم نے کیا کیا کمایا اور کس کس کو داؤں پہ چڑھایا۔

ادرک خانم۔ تمہارے جانے کے بعد مجھ سے فلفل کی ملاقات ہوئی سب کپڑا
لتے چھین کر لوٹے پانچسو روپیہ مہرے کے مری پھر حاکم نے مجھے مارا نیا یا پھر
کا نگہبان ٹھیرایا ہیں لئے جو موقعہ پایا یہ زیور کا صندوقچہ اڑا لایا۔

سونٹھ۔ میرا دل بہت خوش ہوا کہ تو نے فلفل کو دھوکا دیا اور اس کا سب مال و
اسباب چھین کیا۔ اسے وہ کو ٹھا بڑا اسفاک چالاک بیباک ہے۔ راجہ صاحب
اور اہل مجلس کو اور خصوصاً مجھے شراب میں دھتورے کے بیج ملاکر پلائے۔ اور جو
پری شیشے میں قید تھی اس کو حضرت چھوڑ لائے۔ پھر تمام زر و جواہر اور

عمدہ سامان لیکر وہاں سے چلد پہنے۔ مجھے کچھ بھی نہ دیا۔ کسی نے سچ کہا ہے
کہ بارہ برس بعد گھوڑے کے دن بھی پھرتے ہیں۔ تو نے بہت مناسب کیا
جو او سے دہوکا دیا۔ مگر عصمت بچائی ہو۔ جب تو ٹھیک ورنہ بہت غلط
وزیر۔ اخاہ یہ تو کچھ بیتہ کا حال معلوم ہوتا ہے۔ (سونٹھ سے) میاں وہ کونسی پری
تھی جس کو فلفل نے قید سے رہائی دی۔
فلفل۔ (الگ ہوکر) لاحول ولاقوۃ دشمن کہاں تبدیل ہیں۔
وزیر۔ (فلفل سے) تو اتنے عرصہ تک ہمراہ رہا مگر یہ حال کبھی نہ کہا۔
فلفل۔ مثل ہے انگلی پکڑتے پکڑتے پہونچا پکڑتا ہے۔
وزیر۔ مجھے علم غیب نہ تھا۔ کہ کیفیت دریافت کرتا۔
فلفل۔ بقول شخصے کم گفتن کم خفتن کم خوردن عادتِ دانشمندان است۔
سونٹھ۔ ہاں صاحب فرمائیے مجھکو جو کچھ یاد ہے۔ میں بھی بلا مبالغہ بیان کردونگا
فلفل۔ اپنی دہی کو کوئی کھٹا نہیں کہتا۔
وزیر۔ تفصیل کی کیا ضرورت ہے۔ طول کلامی کی تیری ہمیشہ عادت ہے ذرا
جلد ہی بیان کر کہ گلرخ پری نے کیونکر رہائی پائی۔
فلفل۔ ہاں ہاں بہت ہی مختصر عرض کرتا ہوں گلاب چنبیلی۔ موتیا۔ مولسری
لیپہ ا گل نسرین وغیرہ وغیرہ۔
وزیر۔ میں نے پھولوں کی تفصیل نہیں پوچھی ہے۔ گلرخ پری کی رہائی کی
کیفیت پوچھ رہا ہوں۔
سونٹھ۔ اجی جناب مسٹر فلفل نے تو پھولونکی کیفیت بیان کی ہے۔ پھلونکا
ذکر ہی نہیں کیا سنئے آم۔ املی۔ نارنگی۔ امرود۔ کمرکھ۔ بڑہل۔ شریفہ۔
انار۔ نیمبو۔ کٹھل۔ میٹھا۔ بیر۔ کھٹیا۔ بیل۔ ناسپاتی۔ سیب۔ کیلا۔ کرنے۔ ارن
خربوزہ وغیرہ وغیرہ۔
فلفل۔ واہ واہ صاحب وہ جو چھوٹی چھوٹی کیا۔ لونیں۔ وہ پھولونکی کیاری۔ وہ گل
نرگس کی کیاری۔ وہ چمپے کی کیاری۔

سونٹھ۔ واہ صاحب ساگوں کا تو ذکر ہی نہیں کیا۔ اُلٹا میرا ہی ذہن ناقص کیا۔ سنئے پالک۔ چوکا۔ بھاٹ۔ چولائی۔ خرفہ۔ سرسوں کا ساگ وغیرہ وغیرہ۔

وزیر۔ مجھے اچھے بیوقوفوں سے کام پڑا ہے۔ میں تو گرنج پری کا حال پوچھتا ہوں اور یہ باغ اور بازیاں اولٹ رہے ہیں۔ طرفہ یہ کہ ایک منطق تو میرے پیچھے پڑا ہی ہوا تھا یہ دوسرا فیلسوف کہاں سے آگیا۔

فلفل۔ اجی وزیر صاحب ایک تو سے کی روٹی کیا موٹی کیا چھوٹی۔ لوجی سنئے۔ پلاؤ نمکین۔ پلاؤ میٹھا۔ پلاؤ دوپیازہ۔ پلاؤ دم پخت۔ پلاؤ الٹا توا۔ پلاؤ بریانی۔ پلاؤ متنجن وغیرہ وغیرہ۔

سونٹھ۔ ارے بس بس کہاں تک پلاؤ پلاؤ بکے گئے۔ شاید بنگالے یا تلنگانہ کا تمہارا جنم ہے کہ سوائے چاولوں کے روٹی کا ذکر ہی نہیں وہاں جو روٹیاں کھائے میں آئی تھیں وہ تو سنئے گاؤدیدہ گاؤزبان باقرخانی۔ پراٹھا بیسنی روٹی تافتان۔ شیرمال۔ کلچہ۔ پوریاں۔ کچوریاں۔ خمیری روٹی۔ ڈبل روٹی۔ نان پاؤ۔ بسکٹ۔ نان خطائیاں۔ روغنی روٹی۔ سوہان نان فلم الم غلم وغیرہ وغیرہ

فلفل۔ کیا سوکھی ساکھی روٹیاں ہی کھائی تھیں

سونٹھ۔ اور جناب کبابوں کو تو بھول ہی گیا۔ کباب ماہی کباب دریائی۔ کباب کوفتہ۔ کباب سیخ۔ کباب گولہ۔ کباب سیخ۔ کباب ٹکیہ۔ کباب خاگینہ۔ کباب مرغ کباب شامی۔ کباب ٹکا۔ کباب پسندہ۔ کباب کلیجی وغیرہ وغیرہ۔

فلفل۔ بھائی سب نمکین ہی نمکین شروع کر دیا۔

وزیر۔ بس بس او نامراد کمبختو۔ وہاں کھانا کیا کھایا کہ یہاں ہمارے مغز کو کھا گئے بہتر ہے کہ کیفیت بیان کرو ورنہ میں بغیر سنے چلا جاتا ہوں۔

سونٹھ۔ جناب ابھی دال بہت سے بہت سے کھانے باقی رہ گئے طرح طرح کے دو پیازے و پور اشیاں۔ دال چنے وگل گلے وسموسے وماش پوڑے ابھی پوری طرح سے کہاں بیان کئے گئے۔ اگر آپ پتہ پوچھتے ہیں تو یہ فرمادیں تو ذرا کھل جائیں ابھی سے تمام سنکر اکتا گئے۔ انگریزی کھانوں کی تو بہت تفصیل باقی ہے۔

وزیر۔ خدا کا گو دابھی تو کھا گئے۔ تمام جہاں کے کھا لئے سنا گئے۔ اب تمہیں پیا ہی کا سلام
اور تمہاری تفصیل کو بھی سلام۔ مختصر کیفیت تو یہ بھی جو یہاں تک پہنچی اب
خدا جانے مفصل بیان کرنے میں کتنی کتابوں کے دفتر گرد اسنے جائینگے

فلفل۔ اجی خفا کیوں ہو رہے ہو۔

وزیر۔ پری کہاں چلی گئی۔

فلفل۔ مثل ہے جنگل میں مور ناچا کسی نے دیکھا کسی نے دیکھا نہیں کیا جانوں
کہ کہاں چلی گئی۔

وزیر۔ ہائے افسوس کس کس کی تلاش کروں کہاں کہاں جاؤں عجب نہیں جو
یونہی جستجو کرتا ہوا نا امید ہو جاؤں۔

سونٹھ۔ کیا جناب کوئی اور بھی کھو گیا ہے۔

فلفل۔ جی ہاں مجھ سمیت چار آدمی کھو گئے ہیں۔ شہزادہ شمس اور شہزادی
ماہ لقا گلرخ جان اور ایک میں فلفل جان۔

سونٹھ۔ جناب عالی یوں صحرا نوردی سے کام نہیں نکلتا۔ آپ کو اگر گمشدوں کی
تلاش ہے۔ تو یہاں سے قریب طلسم ہے۔ اس میں آئینہ سکندری موجود ہے
اس طلسم کو توڑ دیجئے۔ پھر آئینہ سکندری میں ملاحظہ کیجئے سب بچھڑے ہو
نظر آجائینگے۔ اور ایک دم میں مل جائینگے۔ مگر کچھ طلسم کے توڑنے کیلئے بھی سامان
چاہیئے۔ وہی مثل نہ ہو کہ بچھو کا منتر تو یاد نہیں اور چلے سانپ پکڑنے۔

فلفل۔ اجی آپکے پاس منتر جنتر سب کچھ ہے۔

وزیر۔ خیر اب تن بہ تقدیر جاتا ہوں۔ دیکھا چاہیئے۔ کیا معاملہ درپیش آتا
ہے۔ فلفل صاحب اب جلدی کیجئے اور جلد چلئے۔

فلفل۔ ہاں ہاں چلئے یہاں کیا دیر ہے۔ فقط قسمت کا پھیر ہے۔

(وزیر کا جانا فلفل کا بھی جانا چاہنا سونٹھ کا روکنا)

سونٹھ۔ ہاں یہ تو فرمایئے فلفل صاحب اس حسن وغیرہ کی کیا تنخواہ ہے۔ وہ سب مال
متاع کہاں ہے کہیں اور کہا ہے کہ یہاں سے ملی سی تصفیہ کو اسلئے ٹھیرا ہوں۔

ادرک خانم۔ ہاں جی میاں فلفل جو آدمی صاف باطن ہوتے ہیں وہ پیٹھ پیچھے کی بات کو بھول جاتے ہیں، جیسے کہ تم ہو اور میں نے بھی کوئی بری نیت سے تمہارے ساتھ سلوک نہیں کیا۔ وہ تو صرف دل لگی تھی۔

فلفل۔ (الگ ہو کر) اجی خالہ میں تم کو اچھی طرح سے جانتا ہوں آپ بھائی سونٹھ میں نے ایک حصہ زمین میں دفنا یا ہے۔ چلو چلئے۔

ادرک خانم۔ مُوا سونٹھ کہتا تھا کہ فلفل بڑا چالاک ہے۔ خاک دھول کا چالاک ہے۔ ذرا کی جھبکی سے دم میں آگیا۔ اور حصہ دینے پر راضی ہو گیا وہ بزدلا ہے۔ سونٹھ سے ڈر کر یہ تجویز ٹھیرائی ہے۔ دیکھوں تو سہی کسے حصہ پورا دیتی ہوں ایک بار دھوکا دے چکی ہوں۔ پھر بھی موئے مورکھ کو اب عقل نہ آئی۔ اب میں تھوڑی دیر کے لئے لیٹی جاتی ہوں۔

(فلفل کا روتے ہوئے اندر سے آنا)

فلفل۔ اجی تمہارا سوہاگ اُجڑ گیا۔

ادرک خانم۔ کیا ہے میاں فلفل کیا ہوا۔ کیوں رو رہے ہو۔ میرے میاں کی خیریت تو ہے۔

فلفل۔ کیا بولوں خالہ منہ سے بات نہیں نکلتی وہ تو چلے گئے۔

ادرک خانم۔ کون چلے گئے۔

فلفل۔ اجی جہاں میں نے دفینہ رکھا ہوا تھا جب وہاں گئے تو دیکھا تو اوس پر ایک بڑا سانپ بیٹھا ہوا تھا۔ یہ ہٹانے لگے۔ اس نے اون کو کاٹا وہ مر گئے۔ اجی تمہارے خاوند مر گئے جی اور تمہیں رنڈوا کر گئے جی۔

ادرک خانم۔ اجی یہ چیا بٹ کیا ہو گیا۔ میرے اللہ پھر کچھ بھی نہ تھا۔

فلفل۔ کیا کہوں منہ سے بات نہیں نکلتی۔ ارے بھلا ہو اس سانپ کا مرے بعد اتنا بولے۔ کہ میری ادرک خانم کو تم کہدو کہ اپنی ماں باپ کے پاس چلی جائے۔ اور میرے کو اچھی طرح دفن کفن کرے (روتا)

ادرک خانم۔ تو پھر مجھ کو وہاں لے چلو۔ جہاں اُن کی لاش ہے۔
فلفل۔ چلو میری جان میں تم کو پہنچاتا ہوں
(فلفل کا اسباب اُٹھانا اور ادرک خانم کا روتے جانا۔ اس کو دیکھ
کر نکلا آنا پبلک سے) السلام علیکم کیوں کیسا کیا۔ مثل ہے چاہ کنندہ را
چاہ در پیش آمد کا معاملہ ہے۔

گانا فلفل

چوری کبھی بے پیسہ کردم نہ کردہ بودم۔ بغیر ٹکا مال پنہاں کردم نہ کردہ بودم
دھوکا بھی دیا ادرک من ہم بدل نمودم۔ دشمن کو یوں پریشاں کردم نہ کردہ بودم
کپڑے ٹکا ایک پوٹل زر اشرفی جواہر۔ یوں مفت پیدا کیسا کردم نہ کردہ بودم
فلفل ہے نام میرا اسفا کی پیشہ دارم۔ از مال خواہش گذراں کردم نہ کردہ بودم
اپنے باپ سے فلفل اب یہیں نا چ گئے کو دے گئے یا وزیر صاحب کی بھی تلاش ہو
جاتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ دونوں بلا کی طرح نازل ہوں پھر وہی مثل
ہوگی۔ سوتے سے گھڑا ئی جھینگی۔ السلام علیکم (جانا فلفل کا سونٹھ کا آنا دائیں سے)
سونٹھ۔ فلفل صاحب اور فلفل صاحب کدھر گئے کیا ہو گیا۔ دفینہ کھودنے
کے واسطے کدال لینے آئے وہیں کے ہو رہے۔ ارے یہاں تو فلفل
بھی نہیں ادرک بھی نہیں کہیں مجھے دھوکا تو نہیں دیا۔ مجھ کو ایک پتھر
کے پاس بٹھا دیا۔ اور کہا یہاں دفینہ ہے۔ میں کھودنے کیواسطے کدال
لاتا ہوں۔ کدال بھی غائب اور خود بھی ندارد۔
(داخل ہونا ادرک خانم کا)
ادرک۔ خدا نے تمہاری نئی زندگی کی۔ خدا نے تمہارا زہر اتارا۔ خدا نے پھر صورت
دکھائی۔ (حیران ہونا سونٹھ کا)
سونٹھ۔ ارے جی تو بھی دیوانی تو نہیں ہوئی خدا نے تیری نئی زندگی کی خدا
نے تیرا زہر اتارا خدا کرے۔ تجھے زہر چڑھے۔
ادرک۔ اجی تمہیں سانپ کاٹا تھا سکتہ تھا۔

سونٹھ ۔ آگے کون کہنے نا اری کمبخت ہندوستان میں آئی ہوئی تجھے اتنا عرصہ ہوا مگر تیری زبان ٹھیک نہ ہوئی۔
ادرک ۔ تم بھی تو ایسا بولے۔
سونٹھ ۔ میں تو بھول گیا تھا۔
ادرک ۔ تو میں بھی بھول گئی تھی۔
سونٹھ ۔ تو خیر چلو دونو برابر ہو گئے۔
ادرک ۔ ابھی تو میاں فلفل آئے اور کہنے لگے کہ تم مر گئے ۔ مرے بعد اتنا بولے کہ ادرک کو بلا لانا۔
سونٹھ ۔ ارے مرے لبعد کیا بولے یہ تیری سمجھ میں کیسے آیا۔ بھلا اری بیوقوف مرا ہوا ابھی آدمی بولتا ہے ۔ بھلا وہ پوٹلی اور زیور کا صندوق کہاں ہے۔
ادرک ۔ وہ تو انہیں کے پاس تھا۔
سونٹھ ۔ انہی کے پاس تھا تو چلو جہنم رسید ہوا۔ ان کے باپ دادا کا قرضہ جو اگلے زمانے کا تھا ادا ہوا۔ مثل ہے۔ چنے کھانے اور گنگا میں نہائے اری ادرک میں نے تم کو کتنا سمجھایا پکار پکار کہ وہ بڑا اچالاک ہے ۔ سفاک ہے ۔ بیباک ہے مگر تو نہ سمجھی
ادرک ۔ میں نہ سمجھی تو نہ سمجھی ۔ مگر تو منہ پہ داڑھی رکھکر کیوں نہ سمجھا خود تو کمایا نہیں ۔ اور جو میں نے کمایا تھا ۔ تو اس کی بھی حفاظت نہ کر سکا۔
سونٹھ ۔ تیرا خزانہ تو تیرے پاس رہتا ہے ۔ پھر میں کیسے اس کی حفاظت کر سکتا ہوں۔
ادرک ۔ ماٹی ملے کھوجڑے بیٹے ۔ موئے نگوڑی کاٹے جو کچھ کیا تو نے کیا ۔
سونٹھ ۔ جو کچھ کیا سو تو نے کیا۔

(لڑتے لڑتے دونوں کا اندر چلے جانا)

باب تیسرا پردہ دوسرا

دروازہ طلسم کا

(دیوؤں کا دربانی کرتے دکھائی دینا)

گانا سب دیو

یہ در ہے جمشید کی نشانی۔ دربان ہیں ہم جاہل سیاہ رو سیاہ کا
کرے آدم کا شکار کھاویں اُسے ہم سب لالہ ہے جام یہاں
جمشیدی جو اس کو پیوے پھر اس کو دنیا کا سب رو بہ رو ہوا شکا
دکھلاوے بہار سب ہی کامل۔

(ونسیا کا آنا دیوؤں کا حملہ آور ہونا عصا کی برکت سے)

(دیوؤں کا بھاگ جانا)

گانا ونسیا

وحشت کا پھیرا البیرا آفت نے گھیرا۔ میدان ہوگا رمارڈر کے
سناٹا نانا بولے ہے۔ آندھی بگولہ۔ رین کاری ہے یہ ساری
خوف بھاری ہے دل پرا بھی۔

گانا غیبی

خوش خبری یوں ارے سن پیارے چل پہ سے دیر کیوں کرے۔ ابھی
بھرے حبری جام پاس جاؤ۔ جام پاس جاؤ۔ رہے فکر دل میں
کیا کرے۔ طلسم جمشیدی کی ہے یہ دلبری سُن سُن سُن۔ ارے
جام دور ہیں دیکھے حال تو۔ حال سب کھلے۔ جان لے یہی کلام
ٹھیک یہ شگون اہل فال تو بے فکر ہی ہولی تیزی۔ یہ ہماسے
کو ذری۔

دیکھ سر سبزی دیو پری پری۔ ماں بات پڑتی ہی۔ کیجیے سب کی
افسری۔ دیو جن کی ہو یہ زیبا سروری آؤ آؤ۔ آؤ رسے۔
جام کے دور میں۔ دیکھ حال تو۔ حال سب کھلے۔ ماں نے یہی
کلام۔ ٹھیک یہ شگون اہل فال تو۔

(عصائے سامری کا دروازے پر لگانا دروازے کا ٹوٹ جانا)

(آئینہ کا نظر آنا)

وزیر۔ اب سکوت اختیار کریں مجھے اپنے بادشاہ کی کیفیت اس آئینہ
میں دریافت کرنی ہے۔

فلفل۔ میں جب سے آیا ہوں کوئی بات بھی کر رہا ہوں۔

وزیر۔ خاموش فلفل خاموش۔ اے آئینہ سکندری اپنی تاثیر دکھلا۔ ہم کو
شہزادہ شمس سے بہت جلد ملا۔ اور وہ کس حال میں ہے بتلا

(پہلے دکھاؤ کا غائب ہونا دوسرے دکھاؤ کو ہ آتشیں پر)

(شہزادہ شمس و مرجان پری کا دکھائی دینا۔)

وزیر۔ اے موکلان طلسم اس شہزادہ کو اور اس بد ذات کو جس نے اسے
قید کیا ہے۔ فوراً حاضر کرو۔

دوسرے دکھاؤ کا غائب ہونا تیسرا دکھاؤ باغ سے
شہزادہ شمس و مرجان پری کا نکلنا اور وزیر و فلفل
سے ملنا)

فلفل۔ لو یہ تو پہلے جنگے آئے میرا خیال غلط نکلا۔

وزیر ۔ خداوند نعمت کیسی گذری۔

شمس ۔ اچھی گذری یہ مرجان پری صاحبہ ہماری عاشق زار ہوئیں ۔ وصل کی شایق ہوئیں ۔ ہماری طبیعت نہ آئی ۔ اُنہوں نے کوہ آتشین کی سیر کرائی ۔

فلفل ۔ اجی بندہ بھی حاضر ہے ۔ جناب عالی پہلے مجھ سے تو بات کیجئے

شہزادہ شمس ۔ آہا کیا فلفل بھی یہیں ہے زندہ باش ۔ زندہ باش ۔

فلفل ۔ غریب پرور کیا عرض کروں منہ پہ عرض کرنا ۔ خوشامد کی بات ہے جناب بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائیں ۔ آپ کی جستجو کرنے کے لئے اب کہاں آکر پتہ لگا ۔ (غصہ سے دھکانا پری کو)

وزیر و فلفل کا گانا

چل چل ساجن کو دیو دکھ بھاری سا ری ۔ اری تھوا ری تھو تھو
تھو ۔ تھو ۔ تھو جا ری ۔ ساجن کو دیو ۔

مرجان ۔ تم رنج سب چھوڑنا میرے فعل سے منہ موڑنا ۔ مت دل کو
یوں توڑنا ۔ مانو میرا ہاتھ جوڑنا ۔
کیا صورت ۔ کیا مورت ۔ کیا رنگت ۔ کیا چال دکھائی پری بھول
سے رُچی رچیل ساجن کو ۔

شہزادہ شمس ۔ خیر ان کی خطا سے در گذر کرو ۔ ان کی حالت پر رحم کرو ۔

فلفل ۔ خیر کہیں روٹی پکانے اور سالن پکانے کے کام آویگی ۔

(جھڑکنا شمس کا)

گانا شمس کا

نہیں اس کی تقصیر اُفت بُری ہے ۔ بُرا عشق کا ہو یہ آفت بُری ہے
میری ہی نہیں ان سب کی حالت ۔ یہ سب عشق ہی کی بدولت بُری ہے
بہکا دیتی ہر فہم و ہوش و خرد کو ۔ محبت بُری ہے محبت بُری ہے

فلفل ۔ بوڑھے طوطے بھی کہیں پڑھائے سے پڑھتے ہیں ۔

شہزادہ شمس (وزیر سے) ہاں ہاں وزیر جاں نثار دیکھیں کہ پیاری ماہ لقا و گلرخ پری کہاں ہیں۔

قلقل۔ اجی پہلے کالی اور گوری کا حال تو دریافت کریں۔

وزیر۔ اے آئینۂ سکندری اپنا کرشمہ دکھلا۔ اے ہوکلان طلسم جلد سب بچھڑے ہوؤں سے ملا۔ اور یہ مفارقت مٹا۔

(پہلے دکھاؤ کا غائب ہونا دکھاؤ دوسرا سب کا آپس میں ملنا وزیر کا چھڑی دکھانا پردہ پھٹنا پھر وہی پہلا دکھلاؤ باغ سب کا آپس میں ملنا سہیلیوں کا حاضر ہو کر مجرا بجالانا)

گانا سہیلیاں

آؤ گاؤ خوشی ہنسی یہاں ابھی سبھی گئیاں کرو رنگ رلیاں گلشن بیچ چھائی کلیاں ہل مل کرو۔ چلبلیاں چھمک چھمک پائل باجے چھتن موری۔ کہو کہو ہی خوشی کے ساتھ۔ دشمن واجن کی بازی سب مات۔ کوئی ناچے گا دے کوئی واری جاوے۔
کرم کرو داتا کا ہر دم ہر دن نت گن گاؤ سب۔
ہاں ہاں ہاں نہیں نت گن گاؤ سب ہاں ہاں ہاں۔
نہیں کوئی ثانی رب ہاں ہاں ہاں کہوں ہاں توم توم توم۔

(سہیلیاں گا کر لنڈر جاتی ہیں ڈراپ گرتا ہے)

تمام شد